مفت سلسلہ اشاعت نمبر 77

دوائے دل

توحید و رسالت
عشق رسول ﷺ
محبت رسول
عظمت انبیاء
تعظیم صحابہ واہلبیت
توقیر اولیاء
اسلام
ہدایت راہ حق ایمان

مومن

بغض رسول
بغض صحابہ واہلبیت
کفر
بے دینی نفاق
گمراہی

منافق

از قلم احسن العلماء حضرت علامہ مولانا حسن میاں برکاتی علیہ الرحمۃ

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

نجدیت شکن، وہابیت فگن، سنیت افروز، دیوبندیت سوز رسالہ
مسمّٰی بنام تاریخی

اندھیری کے وہابیوں کی بہترین حق نما دہن دوزی
۱۳۷۲ھ

دوائے دل

مؤلفہ

حامی السنن ماحی الفتن احسن العلماء عمدۃ الخطباء گل گلزار قادریت رونق بزم برکاتیت
حضرت مولانا حافظ قاری شاہ مصطفیٰ حیدر سید حسن میاں قادری برکاتی
زیب سجادہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ

ترتیب وتہذیب

ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

نام کتاب : دوائے دل

مصنف : احسن العلماء مفتی سید حسن میاں شاہ صاحب مدظلہ العالی

ضخامت : ۶۴ صفحات

تعداد : ۲۰۰۰

مفت سلسلہ اشاعت : ۷۷

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کی جانب سے شائع ہونے والی یہ ۷۷ ویں کتاب ہے جو کہ احسن العلماء مفتی سید حسن میاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ کی تالیف کردہ ہے زیر نظر کتاب میں حضرت قبلہ نے پانچ سوالات کے ایمان افروز اور باطل شکن جواب عنایت فرمائے ہیں ان جوابات کو پڑھ کر اہلسنّت کے جگر ٹھنڈے اور بدمذہبوں کے جگر جل کر راکھ ہو کر رہ جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قبلہ حسن میاں برکاتی علیہ الرحمہ کے مزار پرانوار پر کروڑہا کروڑ رحمت ورضوان کی بارشیں نازل فرمائے اور ہمیں ان کے نقوش پا پر گامزن فرماتے ہوئے ان کے فیوض وبرکات سے متمتع فرمائے۔ آمین

☆☆ ناشر ☆☆

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی۔

فہرست مضامین

انتساب

اُن فریادوں، آہوں اور پکاروں کے نام!
جو ہواؤں کے دوش پر سوار ہو کر، فضاؤں کو چیرتی ہوئیں،
اسی لمحہ اور اسی ساعت،
دربار رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
دربار علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ)
اور دربار غوث (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا)
تک پہنچتی ہیں ———— اور پھر نعمتیں ملتی ہیں
مشکلیں حل ہوتی ہیں ———— اور دستگیری ہوتی ہے

سگ خانقاہ برکاتیہ
احمد میاں برکاتی غفرلہ
۲۵ رجب المرجب سنہ ۱۴۱۰ھ
۲۲ فروری سنہ ۱۹۹۰ء

عرض مُرتّب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد لولیہ، والصلوٰۃ علی حبیبہ
مارہرہ مطہرہ کی سرزمین مقدس، سے ہمیشہ علم وفضل کے خزانے نمودار ہوتے رہے، اس خطۂ زمین پر جو یگانۂ روزگار استراحت فرما ہیں، ان میں ایسے ایسے گوہر آبدار ہیں جنکی چمک دمک زمانہ اور اہل زمانہ کی آنکھوں کو آج بھی خیرہ کر رہی ہے ۔ صاحب البرکات حضرت سیدی شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہٗ سے، خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ، اور میاں صاحب نوری دادا، سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ تک کا دور، جن خوش نصیبوں نے دیکھا یا پایا، وہ ان کا حصہ تھا، ہمارے حصہ میں، تاج العلماء[1]، سید العلماء[2]، رحمہم اللہ تعالیٰ، اور احسن العلماء[3] مدظلہم کی دولتِ زیارت آئی ——— زیر نظر کتاب کا تعلق ان ہی موخر الذکر تین بزرگوں سے بایں صورت ہے ——— کہ، حضور احسن العلماء نے یہ رسالہ تالیف فرمایا، حضور سید العلماء نے اس میں چار چاند لگائے اور حضور تاج العلماء کی سرپرستی میں پہلی مرتبہ یہ رسالہ، مارہرہ مطہرہ کی سرزمین سے نکلنے والے ماہنامہ "اہلسنت کی آواز" جلد سوم

۱؎ تاج العلماء اولادِ رسول مولانا سید شاہ محمد میاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ
۲؎ سید العلماء حضرت سید آل مصطفیٰ سید میاں قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء)
۳؎ احسن العلماء حضرت مصطفیٰ حیدر مولانا سید حسن میاں قادری برکاتی دامت برکاتہم العالیہ

حصہ ہفتم) میں ۲۷، ۱۳ ھ میں طبع ہوا ــــــ

زیر نظر کتاب، ان تمام مریضانِ قلب کیلئے علاج ہے جن کے دل بدعقیدگی اور گمراہی کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ اس کتاب کو پڑھ کر نہ صرف یہ کہ بیمار دلوں کو شفائے ایمان حاصل ہوگی، بلکہ خوش عقیدہ "مومنوں" کے ایمان میں بھی مزید پختگی آئے گی اور اس میں چار چاند لگیں گے، حضرت مؤلف نے گیارہ[۱۱] آیات قرآنیہ، بائیس[۲۲] احادیث نبویہ اور بہت سے اقوال فقہا وائمہ واولیاء سے مندرجہ ذیل مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ مشکل کشا ہیں۔
(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم رزق کے تقسیم فرمانے والے ہیں۔
(۳) نماز غوثیہ سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔
(۴) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو "یا غوث" کہہ کر پکارنا جائز ہے۔
(۵) ایک مشت سے کم ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

مؤخر الذکر مسئلہ چوں کہ مشہور ومعروف ہے اس لئے حضرت مصنف نے اس مسئلہ میں صرف جواب پر اکتفا فرمایا ہے اور دلائل کے لئے دوسرے رسائل کو کافی سمجھا ہے ــــــ

فقیر کی نظر سے یہ رسالہ پہلی مرتبہ اس وقت گزرا جب میں، اپنے محترم بزرگ حاجی محمد عمر قادری قاسمی کے دیئے ہوئے پرانے تحائف میں سے "اہلسنت کی آواز" کا مطالعہ کر رہا تھا ــــ ان رسائل میں سے میں نے بہت سے موتی چنے ہیں، اور کئی کتابیں، ان سے نکالی ہیں، کچھ ابھی زیر ترتیب ہیں اور کچھ زیر طبع! رسالہ ہذا "اہلسنت کی آواز"

میں بتیس[۳۲] صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کو عوام کیلئے بہت مفید پایا، تو دل چاہا کہ یہ خزینۂ رحمت پھر مطلع انوار بنے۔ قدیم نسخہ میں عربی عبارات کا ترجمہ اکثر مقامات پر موجود تھا، فارسی ترجمہ کہیں بھی نہ تھا فقیر نے افادۂ عام کی غرض سے فارسی عبارات کا بھی ترجمہ اردو میں کر دیا۔ نیز، بعض مقامات پر اصل کتاب میں، کچھ کلمات کو مشکل سمجھا تو، ان کے معنی بھی حاشیہ میں لکھ دیئے تاکہ کتاب نہایت سہل اور آسان ہو جائے جس زمانہ میں، یہ کتاب لکھی گئی، اس وقت فارسی بولنا، لکھنا، پڑھنا عوام کا مشغلہ تھا، اب تو خواص بھی اس زبان سے نا آشنا ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لئے فقیر نے مناسب سمجھا کہ فارسی کا ترجمہ کر دیا جائے۔

"اہلسنت کی آواز"، ہندوستان کا وہ مشہور ومعروف ماہنامہ ہے، جس کو میرے مرشد گرامی السید الشاہ اولادِ رسول مفتی سید محمد میاں قادری آل رسولی قدس سرہ العزیز نے، مارہرہ مطہرہ کی سرزمین سے جاری فرمایا، اور مسلسل کئی سال تک یہ رسالہ جاری رہا، پھر حالات نے کروٹ بدلی، اور یہ ماہنامہ بھی جاری نہ رہ سکا۔ تاہم تصنیف وتالیف کا سلسلہ، جو مارہرہ مطہرہ سے، سلسلہ برکاتیہ کے امام، صاحب البرکات والنجات سید شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا آج بھی جاری ہے۔ اور آج بھی سلسلۂ برکاتیہ کے اکابر واصاغر[۱]، دینی ومذہبی تحقیق وتدقیق میں مصروف اور سرگرم عمل ہیں اس وقت جن فرزندان خانقاہ کے ذریعہ، یہ سلسلۂ تالیف وتصنیف جاری ہے ان میں محترم جناب ڈاکٹر سید محمد امین[۲] (علیگ) مدظلہ (فرزند اکبر حضرت مصنف رسالہ ہذا)

---

[۱] محاورۃً اصاغر کہا ورنہ وہاں تو سب اکابر ہی ہیں۔ (مرتب)
[۲] ڈاکٹر سید محمد امین میاں مدظلہ کی کتاب "حیات شاہ برکت اللہ" [۲] ترجمہ "سراج العوارف" [۳] ترجمہ چار انواع اور ترجمہ [۴] آداب السالکین پاکستان میں بھی طبع ہو چکی ہیں۔

جناب سید آل رسول حسنین میاں نظمی[1] مدظلہ (خلف الرشید سید العلماء حضرت سید آل مصطفیٰ سید میاں قدس سرہٗ العزیز) اور محترم جناب ڈاکٹر سید محمد جمال الدین اسلم میاں مدظلہ شامل ہیں ــــ مؤخر الذکر آج کل، حضرت تاج العلماء سید محمد میاں قادری قدس سرہ کے فتاویٰ پر جو کم از کم چودہ جلدوں پر مشتمل ہیں، کام کر رہے ہیں اور ان کو مبوّب و مفصّل فرما رہے ہیں ــــ

حضرت مصنف مدظلہ، آسمان برکاتیت کے وہ سورج ہیں، جن کی شعاؤں سے آج ایک عالم روشنی پا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی عمر میں برکت عطا فرمائے اور اس رسالہ سے، ہم سب کو مستفیض فرمائے۔

(آمین)

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ القوی
۲۵/۲/۱۹۹۰ء۔ مطابق ۲۸ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ

---

[1] سید آل رسول حسنین میاں مدظلہ کے کئی رسائل اور نعتیہ وغزلیہ دیوان شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کی مشہور کتاب "مصطفیٰ سے مصطفیٰ" میں ان تمام بزرگوں کی سوانح حیات ہے، جن کے اسماء گرامی شجرۂ قادریہ برکاتیہ میں آئے ہیں۔

تعارف مصنف

ایں ہمہ خانہ آفتاب است

ٹرین اپنی پوری رفتار کے ساتھ اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔ ایک طرف ایک نورانی صورت بزرگ عبادت میں مصروف ہیں، تلاوت جاری ہے ــــ اور دوسری جانب دو نوجوان دینی و علمی گفتگو میں ایسے محو ہیں کہ ڈبہ کے باہر کے مناظر سے یکسر بیگانہ نظر آتے ہیں ان میں سے ایک نوجوان دوسرے سے عمر میں کچھ بڑے نظر آرہے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک بطور معلم کچھ بتا رہے ہیں اور دوسرے کچھ سیکھ رہے ہیں۔ وقت گزرتا گیا۔ منزل آگئی اور یہ مقدس حضرات منزل پر اتر گئے ــــ اس نئے انداز سے سیکھنے اور سکھانے والے ہر دو حضرات کا تعلق مشہور روحانی مرکز خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف سے ہے ان کے ہمراہ دوسرے نورانی بزرگ دونوں کے مرشد گرامی ہیں۔ اور یہی بزرگ طالب علم نظر آنے والے نوجوان کے "خال محترم" بھی ہیں۔

وہ نوجوان آج اپنے دور کا ولی کامل ہے جس کے دست حق پرست پر ہزاروں دلوں کے میل صاف ہوئے ہیں۔ لاکھوں کی نگاہیں فیض لینے کے لئے اسی طرف اٹھتی ہیں۔

یہ حضور احسن العلماء حضرت مولٰنا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ مصطفٰے حیدر سید حسن میاں شاہ صاحب ہیں جو سجادہ نشین درگاہ غوثیہ برکاتیہ مارہرہ شریف اور وصی و جانشین حضور تاج العلماء حضرت سید شاہ اولاد رسول مفتی سید محمد میاں قادری رحمۃ اللہ علیہ اور خلف اصغر حضرت سید شاہ آل عبا رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید حسین حیدر صاحب کے ہیں ــــــ ان کے ساتھ ان کے خال محترم حضور تاج العلماء سید محمد میاں[1] صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور استاذ نظر آنے والے نوجوان خلیل ملت خلیل العلماء حضرت علامہ مفتی محمد خلیل[2] خاں القادری البرکاتی رحمۃ اللہ علیہ مفتئ اعظم سندھ و بلوچستان ' صاحبِ تصانیفِ کثیرہ (مرید خاص حضور تاج العلماء اور تلمیذ ارشد حضرت صدر الشریعہ) ہیں۔

سید حسن میاں شاہ صاحب مدظلہ کی والدہ ماجدہ سیدہ شہر بانو بیگم بنت سید شاہ اسماعیل حسن صاحب تھیں ــــــ
آپ ۱۰ شعبان ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۷ء شب یکشنبہ کو پیدا ہوئے، مارہرہ شریف کے خانقاہی مدرسہ قاسم البرکات میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل فرمائی۔
چھوٹی عمر میں ہی قرآن کریم حفظ کر لیا۔ فارسی تعلیم کا آغاز گھر سے ہی کیا۔

---

[1] حضور تاج العلماء کا وصال ۲۴ جمادی الاخری ۱۳۷۵ھ کو ہوا
مارہرہ شریف خانقاہ برکاتیہ میں مزار پر انوار ہے۔
[2] خلیل ملت کا وصال ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ کو ہوا،
درگاہ جیلانیہ حیدر آباد کے صحن میں مزار مرجع خلائق ہے۔

اپنے محترم ماموں سید اولاد رسول محمد میاں صاحب سے علوم درسیہ مروجہ کا اکتساب کیا ــــــ خلیل ملت مفتی محمد خلیل خاں سے مارہرہ شریف میں ہی منطق و صرف و نحو اور ادب عالیہ میں کمال حاصل کیا۔ اس تعلیم میں ایک خصوصیت جو کسی اور شاگرد کو نصیب نہ ہوئی یہ تھی کہ جب تاج العلماء کے ساتھ سید حسن میاں شاہ صاحب تبلیغی دوروں پر گوندل پور، بندر، ترسائی اور کاٹھیاواڑ تشریف لے جاتے تھے تو مفتی محمد خلیل خاں بھی درس و تدریس جاری رکھنے کیلئے ہمراہ جاتے تھے اور اس طرح سفر میں بھی درس کا ناغہ نہ ہوتا تھا ــــــ
حضرت سید حسن میاں شاہ صاحب کو تمام سلاسل خانوادۂ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ قدیم و جدید نیز جملہ اذکار و اوراد و اشغال و مراقبات و سلسلات و مصافحات اور اسانید قرأت قرآن مجید و روایت حدیث حمیدۂ و ادعیہ معمولۂ خاندانی کی اجازت اور بیعت و خلافت اپنے خال محترم حضور تاج العلماء حضرت سید شاہ محمد میاں صاحب سے حاصل ہے۔

آپ کی شادی ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء میں سیتا پور میں ہوئی۔
اولاد میں بحمد اللہ تعالٰی و بفضلہ چار صاحبزادے (۱) ڈاکٹر سید محمد امین زید مجدہم (علیگ) (۲) سید محمد اشرف زید حبہ (۳) سید محمد افضل (۴) سید محمد نجیب سلمہم اللہ ہیں۔
اول الذکر آگرہ میں ایک کالج میں لیکچرار ہیں' دوسرے بھی اہم منصب پر فائز ہیں جبکہ دیگر زیر تعلیم ہیں ایک صاحبزادی ہیں۔ سید محمد امین شاہ صاحب کے ہاں ایک فرزند سید محمد امان میاں سلمہ تولد ہو چکے ہیں۔

حضرت احسن العلماء نے اپنی زندگی بھی اپنے خال محترم

حضور تاج العلماء قدس سرہ اور برادر مکرم سید العلماء حضرت سید آل مصطفیٰ صاحب[1] رحمۃ اللہ علیہ کی طرح تبلیغ دین کے لئے وقف فرما رکھی ہے۔ اکثر تبلیغی دورے فرماتے رہے ہیں خطیب و واعظ کی حیثیت سے فصاحت و بلاغت میں ملکہ حاصل ہے۔ امام اہلسنت کے اشعار اپنی گفتگو میں برمحل اور برملا پڑھتے چلے جاتے ہیں۔ حق و صداقت کی خاطر آج تک ثروت و حکومت کا رعب قبول نہیں فرمایا میدان شعر و سخن کے بھی شہسوار ہیں۔ نعت و منقبت میں طبع آزمائی فرمائی ہے۔ "مدائح مرشد" کے نام سے آپ کی ایک تالیف طبع ہو چکی ہے جسمیں آپ نے اولیاء خانقاہ برکاتیہ کے حضور مختلف شعرا کے نذرانے جمع فرمائے ہیں۔

آپ کی محفل میں ہونے والی ہر گفت گو علمی گفت گو ہوتی ہے، ایک ایک جملہ سے عشق و محبت ٹپکتا ہے۔ آپ کے پاس بیٹھنے والا کبھی خالی دامن نہیں اٹھتا۔ طویل علالت کی وجہ سے اب تبلیغی دوروں میں بہت کمی فرما دی ہے۔ پورے ہندوستان سے مشائخ و علماء اور محققین و فضلاء آپ کی دست بوسی کو آنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں۔

اس وقت خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کی درگاہ کے تمام

---

[1] حضرت سید العلماء کے فرزند ارجمند سید آل رسول حسنین میاں صاحب زید مجدہ اپنے والد ماجد کے سچے و صحیح جانشین ہیں۔ جنکو دیکھ کر حضور سید العلماء کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ بمبئی میں سکونت و ملازمت رکھتے ہیں۔

امور کے متولی و سرپرست اعلیٰ آپ ہیں۔ ہر سال عرس قاسمی حضرت سید شاہ ابو القاسم اسماعیل حسن رحمۃ اللہ علیہ آپ کی نگرانی میں ہوتا ہے۔ اور عرس نوری بھی آپ کی سرپرستی میں ہوتا ہے۔ ہر دو اعراس میں ملک بھر سے علماء و مشائخ تشریف لاتے ہیں۔ اس موقعہ پر تمام نادر و قیمتی تبرکات کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ آپ کبھی کبھی پاکستان بھی تشریف لاتے ہیں تو اس موقعہ پر امام اہلسنت کے پیر خانہ کے اس فرزند ارجمند کو دیکھنے کیلئے عشاق بے تابانہ ٹوٹ پڑتے ہیں اور اپنی آنکھوں اور دلوں کو سرور پہنچاتے ہیں۔

پاکستان میں آپ نے فقیر قادری راقم الحروف کو بھی بار خلافت سے سرفراز فرمایا ہے اور سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی ترویج و اشاعت کا حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ہر مسلمان کو آپ سے مستفیض و مستنیر ہونے کی توفیق خیر رفیق نصیب فرمائے۔ آمین

حررہٗ ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی غفرلہ

وجہ تالیف

از: ــــــ مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم رب محمد صلی علیہ وسلما ❁ نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

حق و باطل کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ باطل جب کبھی بھی حق اور حق والوں کے مقابلے میں آیا ہے، حق کے مالک جل وعلا نے حق واضح کو، واضح تر فرما کر اپنے کرم سے اُس کی غیب سے مدد فرمائی ہے اور باطل کو شکست فاش دے کر اُس کا منہ کالا فرمایا ہے۔

شہر اندھیری میں جو بمبئی سے تقریباً ۱۲-۱۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، ایک عرصہ سے چند مفسدین، اشرار اور فتنہ انگیز اس مذہب نامہذب کے پیرو، جو اپنے چند گنے چنے افراد کے سوا ساری امت کو مشرک و بدعتی کہتا ہے، اور محبوبان خدا حضرات انبیاء کرام و مرسلین عظام علی سیدہم ثم علیہم الصلاۃ والسلام، نیز حضرات اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی، مقدس بارگاہوں میں سخت گستاخ، بے باک، دریدہ دہن، منہ پھٹ ہے، مولویت و ملائیت کے لبادے پہنے ہوئے اور بحکم حدیث حمید "ذیاب[1] فی ثیاب" کے مصداق اندھیری کے کم علم عوام، اہل اسلام کو طرح طرح سے بہکا کر اُن کے درمیان فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا رہے،

---

[1] بھیڑیئے جو بس میں آ گئے ہیں۔ (مرتب)

اور ان کے متاع دین و ایمان پر دین کے یہ لٹیرے ڈاکے ڈال رہے تھے اور اندھیری میں اندھیر مچا رکھا تھا کہ خدائے قدوس و سبوح جل جلالہ وعم نوالہ کے دریائے فضل و کرم میں جوش آیا، اور یہاں کے چند غربا، مخلصین اہلسنت کی مساعی جمیلہ جو ایک عرصہ سے جاری تھیں کامیاب ہوئیں اور یہ سگ بارگاہ برکاتیت فقیر مصطفیٰ حیدر سید حسن میاں قادری عفی عنہ نے مارہرہ سے آکر جامع مسجد اندھیری میں امامت و خطابت شروع کردی۔ تقریروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور اندھیری کے مطلع پر جو تاریکی اور جہالت کے بادل چھائے ہوئے تھے وہ چھٹنے لگے اور ان خبثاء نے عوام مسلمین کو اپنے دام تزویر میں پھانسنے کے لئے جو برقعے اپنے ناپاک چہروں پہ ڈال رکھے تھے اب وہ سب چاک ہوکر، یہ اپنے اصل خد و خال میں عوام کے سامنے آ گئے، اندھیری سے اپنا رنگ اڑتا دیکھ کر ان مریضان قلب کے سینوں میں دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی، اور انہوں نے اپنے نزدیک اس فقیر کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی اور اس سلسلہ میں اپنے سارے ممکنہ ہتھیار استعمال کر ڈالے مگر اللہ و رسول کا فضل و کرم میرے مرشدان کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نصرت و اعانت، کہ ہر محاذ پر منہ کی کھائی اور کوئی تدبیر کام نہ آئی۔ اس سلسلہ کی ایک کڑی یہ سوالات اور فقیر حقیر کی طرف سے ان کے جوابات ہیں جنہیں دیکھ کر تو بفضلہ تعالیٰ ان کے رہے سہے لوہے بھی ٹھنڈے پڑ گئے، ہمتیں ٹوٹ گئیں، دل چھوٹ گئے، بغرض افادۂ عام مسلمانان اہل سنت یہ پوری مکاتبت جو فقیر اور وہابیہ اندھیری کے مابین ہوئی۔ بعینہ چھاپ کر شائع کی جا رہی ہے، تاکہ پھر ایک مرتبہ دنیا دیکھ لے کہ۔

جاء الحق وزہق الباطل۔ ان الباطل کان زھوقا۔

سوالاتِ وہابیہ

سوال: مولانائے محترم پیش امام صاحب، جامع مسجد اندھیری" السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گزارش ہے کہ مجھے آپ کے ان چند حسب ذیل کلمات پر جو آپ نے مختلف مواقع پر مثلاً خطبہ و تقریر کے دوران میں ارشاد فرمایا ہے یہ کلمات اعتقادی حیثیت سے اہمیت رکھتے ہیں اعتراض ہے:۔

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حل المشکلات کہنا خواہ خارج و خطبہ و تقریر ہو۔ یا داخل کیسا ہے۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ گمان کرنا کہ روزی تقسیم کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ رزق اپنے بندوں کو بانٹتا اور تقسیم کرتا ہے۔ آپ کی نسبت بھی گمان کرنا" آپ کو قاسم الرزق وغیرہ کہنا کیسا ہے۔

(۳) صلوٰۃ غوثیہ:۔ کے متعلق کہنا کہ اس فعل کے کرنے سے انسان کی تمام حاجتیں بر آتی ہیں اس کی تعریف یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عشاء کی نماز کے بعد اپنے رُخ کو قبلہ کی جانب سے موڑ کر غوث پاک کے مزار کی طرف کرے اور پھر اس طرف گیارہ قدم چلے اور قل یا ایھا الکٰفرون و قل ھو اللہ احد وغیرہ پڑھ کر یہ دعا مانگے اس کی تمام مشکلات حل ہو جائیں گی۔ اور تمام امیدیں بر آئیں گی۔ یہ کہاں تک صحیح ہے۔

(۴) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کو مصیبت و آرام اٹھتے بیٹھتے یا غوث کہنا جس طرح سے اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کیا جاتا ہے۔ ان کو بھی یاد کیا جائے اور "یا غوث المدد" کہنا کیا ثواب کا مستحق ہو سکتا ہے کہ نہیں۔

(۵) مسلک حنفیہ میں ایک مشت سے کم ڈاڑھی رکھنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے از راہ کرم ان تمام شکوک و اعتراضات کا ازالہ۔ قرآن و حدیث، ائمہ مجتہدین، و ائمہ محدثین، و اجماع امت اور ایسی معتبر کتب صحیحہ جن کو مسلک حنفیہ میں اولویت ہو نیز صحاح ستہ و دوسری صحیح احادیث سے شافی فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں۔

ان تمام مذکورہ صورتوں کا کہنا و کرنا افضل ہے کہ نہیں۔ اور ثواب کا مستحق ہوگا یا عتاب کا۔ نیز کیا شرعی حیثیت سے ان کلمات کی بھی تبلیغ واجب ہے بینوا و توجروا

(نوٹ) جواب اگر ان مذکورہ کتب و ائمہ مجتہدین و اجماع امت و ائمہ محدثین کے اقوال سے نہ دیا گیا تو تسلیم نہ کیا جائے گا برائے کرم جواب اس کی پشت پر تحریر فرمائیں۔ آپ کا خیر اندیش

پائندہ خاں۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا ومولٰنا محمد وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وعترتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ وعلینا معھم ولہم وفیھم برحمتک یا ارحم الراحمین الٰی یوم الدین بل الی ابد الابدین۔ وسیع المناقب جناب پائندہ خاں صاحب پس از مراسم سنت ملتمس خدمت، جناب والا کا فرستادہ خط ملا۔ جس میں آپ نے (۱) حضرت شیر خدا خیبر کشا اسد اللہ الغالب، باب علم نبی سیدنا علی مرتضیٰ

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ کو حلال المشکلات کہنا۔ ۲؎ حضور اکرم، سرورِ عالم، نورِ مجسم، فخرِ آدم و بنی آدم، مالکِ رقابِ امم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو قاسم الارزاق کہنا۔ ۳؎ صلاۃ غوثیہ ۴؎ حضور پُرنور غوث الاغواث قطب الاقطاب سیدنا وشیخنا ابو محمد محی الدین عبدالقادر الجیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصیبت و آرام اٹھتے بیٹھتے یاد کرنا ان چاروں امور[1] پر مجھ سے دلائل شرعیہ طلب کئے ہیں ان چاروں چیزوں کے جواز کیلئے مجھے تو یہی بات کافی و وافی، اور میرے لئے تو یہی دلیل، دلیل شافی کہ ان چاروں چیزوں کی شریعت مطہرہ سے ممانعت ثابت نہیں اور جس چیز کو خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علیہ منع نہ فرمائیں اسے منع کرنا خود شارع بننا، اور نئی شریعت گھڑنا ہے اور جب ان چاروں چیزوں کو ان کے ماننے والے بہ نیت تعظیم و بنظرِ محبت مانتے اور کرتے ہیں تو ضرور پسندیدہ و محبوب، کہ ہر مباح، نیتِ حسن سے مستحب و مستحسن ہو جاتا ہے۔ (کما فی البحر الرائق و رد المحتار، وغیرھما من معتمدات الاسفار)۔ افعال تعظیم و محبت میں مسلمانوں کے لئے ہمیشہ راہ احداث کشادہ ہے جس طرح چاہیں محبوبانِ خدا کی تعظیم بجا لائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو جیسے سجدہ تعظیمی اور بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لینا، خاص ثبوت کا طالب اللہ عزوجل سے مقابلہ کرتا ہے۔ اس نے تو بلاتحدید و تقیید مطلقاً حضرات انبیائے کرام و اولیائے عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعظیم و توقیر کا حکم فرمایا ارشاد ہوا۔

---

[1] سوال ۵ کا جواب آخر میں ہے۔ (مرتب)

وتعزروہ وتوقروہ	یعنی رسول کریم کی تعظیم و توقیر کرو

اور فرمایا۔

فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ	جو اس نبی امی پر ایمان لائیں
ونصروہ واتبعوا النور الذی	اور اس کی تعظیم و مدد کریں اور
انزل معہ اولئک ھم	اس نور کی جو اس کے ساتھ آیا
المفلحون	پیروی کریں وہی فلاح پائیں گے

اور فرمایا۔

ومن یعظم حرمٰت اللہ	جو الٰہی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ
فھو خیر لہ عند ربہ	اس کیلئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے

اور فرمایا۔

ومن یعظم شعائر اللہ	جو الٰہی نشانوں کی تعظیم کرے تو
فانھا من تقوی القلوب	وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے

اسی لئے ہمیشہ علمائے کرام وائمہ اعلام امور تعظیم و محبت میں ایجادوں کو پسند فرماتے اور انہیں ایجاد کنندہ کی منقبت گنتے آئے۔ امام محقق علی الاطلاق وغیرہ نے فرمایا۔

کُلّ ما کان ادخل فی الادب	یعنی جو بات ادب و تعظیم میں
والاجلال کان حسنا	جتنی دخل رکھتی ہو خوب ہے۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ الربانی کتاب البحر المورود میں فرماتے ہیں۔

اخذ علینا العھود ان لا نمکن	یعنی ہم پر عہد لئے گئے کہ کسی ایسی
احدا من اخواننا ینکر شیئاً	چیز پر انکار نہ کرنے دیں جو مسلمانوں نے

ابتدعه المسلمون علی	اللہ تعالیٰ کی طرف، تقرب کیلئے
جهة القربة الی اللہ تعالی	نئی نکالی ہو اور اچھی سمجھی ہو
ورأوه حسنا کما مر تقریره	جیسے اس کی تقریر اس کتاب میں
فی هذه العهود لا سیما	بار بار گذری، خصوصاً وہ بجا دیں
ما کان متعلقا باللہ تعالیٰ	کہ اللہ و رسول جل و علا
ورسوله صلی اللہ تعالیٰ	وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
علیه وسلم۔	سے متعلق ہوں۔

آپ کے نزدیک بقول آپ کے یہ چاروں مذکورۂ بالا امور اعتقادی حیثیت سے اہمیت رکھتے ہیں اور آپ انکو حرام و ناجائز سمجھتے ہیں، تو آپ کو لازم تھا کہ اپنے اس دعوے کو دلائل کے ساتھ پیش کرتے اور قرآن و حدیث، اجماع امت، اقوال محدثین، وائمہ مجتہدین سے ان چاروں امور کا قابل اعتراض ہونا ثابت کرتے اس لئے کہ آپ اس سلسلہ میں مدعی کی حیثیت رکھتے ہیں اور عقل و نقل کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ البینة علی المدعی "ثبوت کی ذمہ داری بذمہ مدعی ہوتی ہے" یہ تو آپ نے کیا نہیں بلکہ ان کے جواز کا الٹا ثبوت مجھ سے مانگ رہے ہیں کیا آپ کو نہیں معلوم کہ ان چاروں کے جواز کا قائل تو متمسک باصل ہے کہ الاصل فی الاشیاء الاباحة[1] اصول کا مشہور کلیہ ہے۔ پھر بھی چونکہ بحمدہ تعالیٰ سنی مسلمانوں کے مذہب کے جملہ اصول و فروع، دلائل عقل و نقل سے بھی ثابت ہیں اس لئے آپ کی تسکین خاطر اور آپ کے ان شکوک و شبہات کا خاطر خواہ ازالہ کرنے کیلئے، چاروں امور کے جواز و استحسان پر دلائل قاہرہ و براہین قاطعہ متوکلاً

[1] تمام چیزیں اصل میں جائز ہیں یعنی جب منع کا حکم ہوگا تب وہ کام نہ کریں گے۔ (مرتب)

علی اللہ تعالیٰ و مستعیناً برسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نمبر وار پیش کرتا ہوں ذرا گوش ہوش سے سنئے۔

حضرت علی حلال المشکلات ہیں

جواب سوال ۱ بلا شبہ حضور شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو حلال المشکلات کہنا خواہ وہ خطبہ میں ہو یا مجلس وعظ وغیرہ میں جائز و مستحسن ہے۔ اور سلفاً عن خلف قدیماً و حدیثاً بلا نکیر[1] علماء و ائمہ کا معمول رہا ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے

فالمدبرات امرا	یعنی قسم ہے انکی جنکے ہاتھوں میں سارے عالم کے کاروبار کی تدبیر ہے۔

اس کی تفسیر میں علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

او صفات النفوس الفاضلة	(یعنی، ان آیات کریمہ میں اللہ عز و جل
حال المفارقة فانها	ارواح اولیائے کرام کا ذکر فرماتا ہے
تنزع عن الابدان	جب وہ اپنے مبارک بدنوں سے انتقال فرماتی
غرقا ای نزعا شدیدا	ہیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہوکر عالم بالا کی طرف
من اغراق النازع فی	سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی
القوس فتنشط الی عالم الملکوت	حظیرۂ حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں
وتسبح فیه فتسبق حظائر	اپنی بزرگی و طاقت کے باعث
القدس فتصیر لشرفها	کاروبار عالم کے تدبیر کرنے
وقوتها من المدبرات	والوں سے ہو جاتی ہیں

[1] تمام اکابر ملت قدیم و جدید کا بغیر کسی اختلاف کے یہ معمول رہا ہے۔ (مرتب)

خاں صاحب ! بولو چلیں کہ مشکلوں کا حل کرنا۔ مصیبتوں کا دور کرنا بھی کاروبارِ عالم میں داخل ہے یا نہیں ۔ اور جب داخل ہے اور یقیناً داخل ہے تو حضرات اولیائے کرام علیہم رضوان الملک العلام اس کی بھی تدبیر فرماتے ہیں تو پھر شیرِ خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ کے حلّال المشکلات ہونے اور ان کو ان کے اس لقب سے یاد کرنے میں کونسا غائلۂ شرعیہ[1] ہے!

۲؎ اور فرماتا ہے۔

فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل — بے شک اللہ اپنے نبی کا مددگار

وصالح المومنین والملٰئکۃ — ہے اور جبریل اور نیک مسلمان، اور اس کے

بعد ذالک ظہیر ؎ — بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔

کہئے خاں صاحب ! حضرت شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا شمار صالح مومنین میں ہے یا نہیں۔ اور جب ہے اور یقیناً اور قطعاً ہے تو پھر مشکل کا حل کرنا بھی مدد فرمانے کے تحت آ گیا، کہئے اب بھی سمجھے یا نہیں کہ حضرت شیرِ خدا حلال مشکلات ہیں۔

۳؎ اور سنئے سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں۔

اذا ضل احدکم شیئاً واراد — جب تم میں کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے

عونا وھو بارض لیس بھا — اور وہ مدد مانگنی چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں

انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی — کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے، اے

یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی — اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری

فان للہ عبادا لا یراھم۔ — مدد کرو اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا

(الطبرانی عن عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) — وہ اس کی مدد کریں گے۔

[1] شرعی قباحت و برائی (مرتب)

۴؎ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فلیناد یا عباد اللہ احبسوا — یعنی تو یوں ندا کرے اے اللہ کے بندو روک دو

(ابن السنی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عباد اللہ اسے روک دیں گے۔

۵؎ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اعینونی یا عباد اللہ — میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو

(ابن ابی شیبہ والبزار عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

یہ تین احادیث کریمہ تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت سے آئیں۔ قدیم سے اکابر علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی مقبول ومجرب معمول رہیں۔ اب کہئے کہ جب یہ حضرات رجال الغیب، اولیائے اعلام، جن کو مصیبت اور بے کسی کے وقت پکارنے کا حکم، ہم کو حدیث حمید دے رہی ہے یہ سب کے سب، اور ان میں سرِ سلسلہ، شیرِ خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اپنے پکارنے والوں کیلئے مددگار اور ہمدم ومونس ہیں تو پھر حلِّ مشکل اور کس چیز کا نام ہے ؟؟

۶؎ اور سنئے وہ اللہ کے پیارے، عرشِ عظیم کی آنکھوں کے تارے، دونوں جہاں کے سہارے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

من کنت ولیہ فعلی ولیہ — (یعنی جس کا میں مددگار اور کارساز ہوں علی

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ احمد والنسائی والحاکم — اس کا مددگار اور کارساز ہے۔

عن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح)

علامہ مناوی نے شرح میں فرمایا۔

يدفع عنه	(یعنی علی اسکے مددگار ہیں اس سے
ما يكره	مکروہات وبلیات دفع فرماتے ہیں

اور فرماتے ہیں۔

صلى الله تعالى عليه	(یعنی، کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ
وسلم ما من مومن	میں دنیا وآخرت میں سب سے
الا وانا اولى به في	زیادہ اس کا والی نہ ہوں۔ تمہارا
الدنيا والاخرة	جی میں آئے تو یہ آیۂ کریمہ پڑھو کہ
اقرؤا ان شئتم النبي	نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا
اولى بالمومنين	ان کی جانوں سے، تو جو مسلمان مرے
من انفسهم۔ فايما	اور ترکہ چھوڑے اس کے
مومن مات وترك	وارث اس کے عصبے ہوں،
مالا فليرثه عصبته	اور جو اپنے اوپر کوئی دین یا
من كانوا ومن ترك	بے کس بے زر بچے چھوڑے وہ
دينا او ضياعا فليأتني	میری پناہ میں آئے کہ اس کا
فانا مولاه۔	مولیٰ میں ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
(بخاری ومسلم والترمذی عن ابی ہریرہ وابو داؤد والترمذی عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم)	والہ واصحابہ وبارک وسلم۔

علامہ بدرالدین محمود عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور ومعروف کتاب مستطاب عمدۃ القاری فی شرح الصحیح البخاری میں زیر حدیث مذکورہ بالا فرماتے ہیں۔

المولى الناصر "یہاں مولیٰ بمعنی مددگار ہے" تو لاجرم بحکم حدیث،

شیرخدا، علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حلال مشکلات ہیں۔

امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاوی میں ہے

سئل عما يقع من العامة	(یعنی، ان حضرات سے پوچھا گیا
من قولهم عند الشدائد	کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت
يا شيخ فلان ونحو ذلك	انبیاء ومرسلین اولیاء وصالحین
من الاستغاثة بالانبياء	سے فریاد کرتے ہیں اور یا رسول اللہ،
والمرسلين والصالحين وهل	یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی اور
للمشائخ الاغاثة بعد	ان کے مثل کلمات کہتے ہیں یہ
موتهم ام لا فاجاب	جائز ہے یا نہیں، اور اولیاء
بما لفظه ان الاستغاثة	بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے
بالانبياء والمرسلين و	ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا
الاولياء والعلماء الصالحين	بے شک انبیاء ومرسلین واولیاء و
جائزة وللانبياء والرسل	علماء سے مدد مانگنی جائز ہے
والاولياء والصالحين اغاثة	اور وہ بعد انتقال بھی مدد
بعد موتهم۔	فرماتے ہیں۔

کہئے خانصاحب!! مشکلوں کا حل کرنا مصائب وآفات کا دور کرنا، فریاد کو پہنچنا یہ سب مدد فرمانے کے کلیہ کے تحت داخل ہے یا نہیں۔ اور جب کہ یہ سب حسب ارشاد مذکورۂ بالا حضرت شیرخدا کے لئے ثابت، تو وہ یقیناً حلال المشکلات ہوئے!!

اور سنئے سیدی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں۔

سئلتُ عمن یقول فی حال الشدۃ یا رسول اللہ او یا علی او یا شیخ عبد القادر مثلاً هل هو جائز شرعاً ام لا اجبتُ نعم الاستغاثۃ بالاولیاء وندائهم والتوسل بهم امر مشروع وشیئ مرغوب لا ینکر الا مکابر ومعاند وقد حرم برکۃ الاولیاء الکرام۔

(یعنی) مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت میں کہتا ہے یا رسول اللہ یا علی، یا شیخ عبد القادر مثلاً۔ آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا۔ ہاں اولیاء سے مدد مانگنی اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے جسکا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا صاحب عناد اور بے شک وہ اولیاء کرام کی برکت سے محروم ہے۔

بتائیے!! شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ ولی بلکہ جملہ سلاسل اولیاء کے سر سلسلہ ہیں یا نہیں؟ ہیں، اور یقیناً وقطعاً و اجماعاً ہیں تو پھر ان سے شدائد کے وقت میں مدد چاہنا، ان کو یا علی مشکل کشا کہہ کر پکارنا شرعاً امر مستحسن ہوا۔ اور وہ یقیناً وقطعاً حلال المشکلات ہوئے اور انہیں اس مبارک لقب سے یاد کرنا خواہ وہ خطبہ میں ہو یا تقریر وغیرہ میں یقیناً جائز، ذرا حضرت سیدی جمال بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس جملہ مبارکہ پر پھر غور کر لیجئے کہ وَقَد حرم برکۃ الاولیاء الکرام۔ اور اسکی روشنی میں اپنا جائزہ لے لیجئے۔

۹ خانصاحب!! حضور سیدنا مولیٰ علی، تو مولیٰ علی ہیں کرم اللہ

تعالیٰ وجہہ الکریم مولانا جامی قدس سرہ السامی اپنی کتاب مستطاب نفحات الانس شریف میں حضرت مولوی معنوی جلال الملۃ والدین عارف رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولانا روح اللہ روحہ نے قریب انتقال ارشاد فرمایا۔ "مرا یاد کنید تا من شمارا امداد باشم در ہر لباسیکہ باشم"[۱] کہئے من شمارا مدد باشم کے تحت مشکلوں کا حل کر دینا بھی آتا ہے یا نہیں؟ پھر یہ ارشاد تو حضرت عارف رومی کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اب ذرا باب علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مراتب رفیعہ ومناصب جلیلہ کا اندازہ یہیں سے لگا لیجئے تو روز روشن کی طرح آپ پر بھی ظاہر ہو جائے گا کہ وہ اپنے رب کریم جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کی عطا و بخشش سے یقیناً اپنے نام لیواؤں کی مشکلات حل فرمایا کرتے ہیں۔

۱۰ اور سنئے!! انہیں شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایک والا جاہ کفش بردار ہیں، امام العلماء ونظام الاولیاء حضرت سیدی احمد زروق مغربی قدس سرہ استاذ امام شمس الدین لقانی وامام شہاب الدین قسطلانی شارح صحیح بخاری، ان کی مدح عظیم لکھتے ہوئے فخر المحدثین مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ دہلوی بستان المحدثین میں لکھتے ہیں کہ "وہ جناب ابدال سبعہ و محققین صوفیہ سے ہیں، شریعت وحقیقت کے جامع، باوصف علو باطن، ان کی تصانیف علوم ظاہری میں بھی نافع ومفید بکثرت ہیں۔ اکابر علماء فخر کرتے تھے کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم وعارف کے شاگرد ہیں"۔ یہاں تک حضرت شاہ صاحب ممدوح نے ان کی مدح میں لکھا کہ "بالجملہ

---

[۱] مجھے یاد کرنا، تاکہ میں تمہاری مدد کروں، جس لباس (وصورت) میں بھی ہوں (مرتب)

مردے جلیل القدر لیست کہ مرتبۂ کمال او فوق الذکر است[1]" پھر ان جناب عدالت مآب کے کلام پاک سے دو بیتیں نقل کیں کہ فرماتے ہیں۔

انا لمریدی جامع لشتاتہ
اذا ما سطا جور الزمان بنکبۃ
وان کنت فی ضیق وکرب ووحشۃ
فناد بیا زروق آت بسرعۃ

یعنی "میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں، جب ستم زمانہ اپنی نحوست سے اس پر تعدی کرے اور اگر تو تنگی و وحشت میں ہو تو یوں ندا کر "یا زروق" میں فوراً موجود ہونگا اب کہئیے!! کہ ستم زمانہ جب تعدی کرے اور تنگی و وحشت کا سامنا ہو تو اس وقت اپنے نام لیواؤں اپنے مریدین کو اطمینان و سکون اور جمعیت بخشنا جیسا کہ سیدی احمد زروق فرمارہے ہیں کیا حل مشکل نہیں؟ کیا اب بھی شیر خدا علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کے حلال مشکلات ہونے میں آپ کو کوئی شبہ باقی ہے؟

۱۱ء اور سنئیے بھی مولٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں اکابر اولیا کا حال بعد وصال لکھتے ہیں۔ "در ینحالت تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بہ جہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد۔ و اولیساں تحصیل مطالب کمالات باطن از آنہا می نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنہا می طلبند و می یابند[2]۔ کہئیے!! یہ حضرت شاہ صاحب

[1] خلاصہ یہ کہ وہ ایسے بزرگ مرتبہ ہیں کہ ان کا مرتبۂ کمال، ذکر سے بھی اونچا ہے (مرتب)

[2] اس حالت میں، وہ دنیا میں تصرف (کا اختیار) دئیے گئے ہیں، اور انکی جہت کا کمال، اور مراتب کی وسعت، اس سمت توجہ فرمانے کو مانع نہیں ہوتی، اور تمام اویسی کمالات باطن کے مطالب کی تحصیل ان ہی سے کرتے ہیں، اور تمام حاجت مند و طالب، ان ہی سے اپنی مشکلات کا حل مانگتے ہیں اور پاتے ہیں (مرتب)

قدس سرہٗ اکابر اولیاء رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے متعلق کیا فرمارہے ہیں؟ ذرا "وارباب حاجات" سے لے کر "می یابند" تک پڑھ کر بتائیے کہ شیر خدا علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم حلال مشکلات ہیں یا نہیں۔

۱۲ء اور سنئیے حضرت مولٰنا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ کی کتاب "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں ہے کہ ان کے استاد حدیث مولٰنا ابوطاہر مدنی جنکی خدمت میں مدتوں رہ کر حضرت شاہ صاحب نے حدیث پڑھی اور ان کے شیخ و استاذ و والا مولٰنا ابراہیم کردی، اور ان کے استاذ مولٰنا احمد قشاشی، اور ان کے استاذ مولٰنا احمد شناوی، اور حضرت شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولٰنا احمد نخلی کہ یہ چاروں حضرات بھی شاہ صاحب کے اکثر سلاسل حدیث میں داخل اور شاہ صاحب کے پیر و مرشد شیخ محمد سعید لاہوری جنھیں انتباہ میں شیخ معمر ثقہ کہا، اور اعیان مشائخ طریقت سے گنا اور انکے پیر، شیخ محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولٰنا عبدالملک اور ان کے مرشد شیخ بایزید ثانی اور شیخ شناوی کے پیر سید صبغۃ اللہ بروجی اور ان دونوں صاحبوں کے پیر و مرشد مولانا وجیہ الدین علوی شارح ہدایہ و شرح وقایہ اور ان کے حضرت شیخ شاہ محمد غوث گوالیاری علیہم رحمۃ الملک الباری یہ سب اکابر "ناد علی" کی سندیں لیتے اور اپنے تلامذہ اور مستفیدین کو اجازتیں دیتے اور یا علی یا علی کا وظیفہ کرتے۔ آئیے!! ناد علی بھی پوری پڑھ کر آپکو سنادوں۔ سنئیے!!

نادِ علیاً مظہر العجائب ؛ تجدہٗ عوناً لک فی النوائب ؛ کل ہم وغم سینجلی ؛ بنبوتک یا محمد رسول اللہ ولولایتک یا علی یا علی یا علی ؛

"یعنی پکار علی مرتضٰی کو کہ مظہر عجائب ہیں تو انھیں اپنا مددگار پائے گا۔ مصیبتوں میں

سب پریشانی وغم اب دور ہوئے جاتے ہیں۔ حضور کی نبوت کے وسیلے سے
یارسول اللہ اور حضور کی ولایت سے یاعلی یاعلی یاعلی" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم)
خاں صاحب!! بتائیں کہ اب بھی شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم
کو حلال المشکلات کہنے پر آپ اعتراض جمائیں گے۔

۱۳۔ یہی حضرت شاہ صاحب اپنی کتاب "ھمعات" میں زیر بیان
نسبت اولیسیہ لکھتے ہیں "از ثمرات ایں نسبت ردیت آں جماعت است
در مقام وفائدہا از ایشاں یافتن و در مہالک ومضائق صورت آں جماعت
پدید آمدن وحل مشکلات وے باں صورت منسوب شدن[1]" آپ تو
حضرت شیر خدا کو حلال المشکلات کہنے پر چیں بہ جبیں ہو رہے تھے یہاں تو
حضرت شاہ صاحب اللہ والوں کی اس پوری جماعت مبارکہ کو "حلال مشکلات"
فرما رہے ہیں۔ کہیے!! اب آپ کیا کہتے ہیں؟؟

۱۴۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں جنھیں یہی حضرت شاہ صاحب دہلوی
علیہ الرحمۃ صاحب نفس زکیہ، وقیم طریقۂ احمدیہ، وداعی سنت نبویہ، لکھتے
ہیں انھیں مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے "نسبت ما بجناب امیر المومنین
علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ می رسد وفقیر را نیاز خاص بہ آنجناب ثابت
است۔ در وقت عروض عارضہ جسمانی توجہ باں حضرت واقع می شود و

---

[1] ترجمہ: اسی نسبت جاریہ کے فوائد سے وہ جماعت (اہل اللہ) ہے، جو خاص (مقام پر
فائز ہے اور لوگ انسے فائدے پاتے ہیں، اور تمام ہلاکتوں اور تنگیوں میں وہ جماعت ظاہر
ہوتی ہے۔ اور پھر "حل مشکلات" اسی جماعت (اہل اللہ) کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ (مرتب)

سبب حصول شفاء میگردد[1]۔

کہئے خاں صاحب!! یہ جناب مرزا صاحب کیا فرما گئے؟ عارضہ
جسمانی سے حضور شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی طرف توجہ کرتے ہوئے شفاء پانا حل مشکل
نہیں تو اور کیا ہے؟؟ اب اس مبحث کو ختم کرتے ہوئے ایک حدیث شریف
آپ کو اور سنادوں جس کے سننے سے معلوم ہو کہ حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے محبت اور دوستی رکھنے والوں نیز ان سے دشمنی
اور عداوت باندھنے والوں کے متعلق سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کیا فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

اللھم من کنت مولاہ فعلی	(یعنی) اے میرے رب جسکا میں مولیٰ
مولاہ۔ اللھم وال من والاہ	ہوں اسکے علی مولیٰ ہیں۔ اے اللہ دوست رکھ اُسے
وعاد من عاداہ	جسنے علی سے دوستی رکھی اور دشمن رکھ اسے
(رواہ احمد عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما)	جسنے علی سے دشمنی رکھی۔

ایک حدیث قدسی بھی سن لیجئے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔

من عادلی ولیا	(یعنی) جو میرے کسی ولی سے دشمنی باندھے تو بیشک
فقد اذنتہ بالحرب	میں نے اس سے لڑائی کا اعلان کر دیا۔

(رواہ الامام البخاری عن سیدنا ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

---

[1] ترجمہ: ہماری نسبت جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تک پہنچتی
ہے، اور فقیر کو، اس درگاہ سے خاص نیاز ثابت (وحاصل) ہے کسی بھی جسمانی عارضہ کے
وقت، ان حضرت کی توجہ ہوتی ہے اور شفا حاصل ہوتی ہے۔ (مرتب)

حضور قاسم نعمت ہیں

جوابِ سوالِ دوم:۔ بے شک اور یقیناً حضور سرورِ دوعالم، نورِ مجسم، فخرِ آدم، و بنی آدم، مراد الکل، سیدنا و مولانا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین و بارک وسلم، اپنے رب قادر و مقتدر جل جلالہ وعم نوالہ کی عطا و دین اس کی بخشش و کرم سے قاسم الارزاق ہیں، روزی تقسیم فرماتے ہیں، ایک روزی ہی کیا ساری مخلوقات کے لئے رحمت الٰہی، ان تک خیر و رحمت، عطاء و نعمت کے لئے بالذات وسیلہ و ذریعہ ہیں اور تمام عالم انہیں کے طفیل، انہیں کے واسطے، انہیں کے ذریعہ، نعمائے الٰہیہ و آلائے ربانیہ خدائی احسانات الٰہی انعامات، سے متمتع و بہرہ مند ہے، حضور ہی بارگاہ الٰہی کے وارث ہیں، بلا واسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم ان سے لیتا ہے۔ جس کامل کو جو خوبی ملی، وہ انہیں کی مدد، اور انہیں کے مقدس ہاتھوں سے ملی، تمام ماسوی اللہ نے جو نعمت پائی، حضور ہی کے دست عطا سے پائی۔ عالم ارواح کو لیجئے تو وہ حضور کا دست نگر، عالم امر و عالم خلق، سب پر حضور ہی کے طفیل، رحمت ہوئی، ملک، خواہ انس و جن، حتیٰ کہ تمام جمادات، تمام نباتات تمام حیوانات، حتیٰ کہ ملائکہ و انبیاء کو جو نعمت ملی حضور ہی کے کرم حضور ہی کے واسطے سے جس کو جو ملا۔ یہیں سے ملا۔ اور جو کچھ بٹا اور بٹے گا ابتدائے خلق سے، ابدالآباد تک، ظاہر و باطن میں، روح و جسم میں، ارض و سما میں، عرش و فرش میں، دنیا و آخرت میں جو کچھ ہے اس سب کے

بانٹنے والے حضور ہی ہیں، اللہ عطا فرماتا ہے اور ان کے ہاتھ سے ملتا ہے اور ملیگا

؎ بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

اب ذرا کان کھول کر سنئے۔ قرآن عظیم کیا فرماتا ہے!! ارشاد ہے۔

۱؎ وما نقموا الا ان اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ اور انہیں (یعنی منافقین کو) کیا بُرا لگا یہی نہ کہ انھیں (یعنی مسلمانوں کو) دولت مند کر دیا اللہ، اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے" کہیئے کچھ پتہ چلا کہ حضور عطا فرماتے ہیں یا نہیں؟ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور آگے چلئے!! ارشاد فرماتا ہے۔

۲؎ ولو انھم رضوا ما اتاھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیوتینا اللہ من فضلہ ورسولہ انا الی اللہ راغبون۔ یعنی" اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دیئے پر، اور کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے، اب دے گا ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول بے شک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں" یہاں حضرت ربُّ العزت جل وعلا نے اپنے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی دینے والا فرمایا، اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ اللہ رسول سے امید لگی رکھو کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

۳؎ اور فرماتا ہے انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ یعنی" اللہ نے اسے نعمت بخشی اور اے نبی تو نے اسے نعمت دی"۔

۴؎ اور فرماتا ہے۔ ولا تؤتوا السفھاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما وارزقوھم فیھا واکسوھم وقولوا لھم قولا معروفا یعنی" نادانوں کو اپنے مال کہ خدا نے تمہاری ٹیک بنائے ہیں نہ دو، اور انہیں انہیں

سے رزق دو۔ اور ان سے اچھی بات کہو"

۵ اور فرماتا ہے واذا حضر القسمۃ اولوا القربی والیتامی والمساکین فارزقوھم منہ وقولوا لھم قولا معروفا۔ "جب ترکہ بانٹتے وقت قرابت والے اور یتیم اور مسکین آئیں تو انھیں ان میں سے رزق دو اور ان سے اچھی بات کہو۔" اب کہئے کہ ان آیات کریمہ سے کیا نہیں ثابت ہوا کہ بندوں کو حکم فرماتا ہے تم رزق دو۔ پھر اس سرکار دولتمدار عرش وقار صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی داد و دہش اعطاء واغنا کا کیا کہنا!! خانصاحب!! حضور تو حضور ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ذرا حضرت سید مسیح علٰی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام جو فرمارہے ہیں اسے بھی سن لیجئے اور وہ بھی قرآن عظیم سے فرماتے ہیں۔

۶ انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ یعنی" میں بناتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت پھر پھونکتا ہوں اس میں تو وہ ہو جاتی ہے پرند اللہ کی پروانگی سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور بدن بگڑے کو اور میں زندہ کرتا ہوں مردے اللہ کی پروانگی سے"۔ سبحان اللہ وہ کواری پاک مریم بتول، طیبہ، طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا ستھرا اور پاکیزہ بیٹا (علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام) تو یوں فرمائے کہ یہ ساری نعمتیں یعنی مٹی کے پتلے کو جاندار کر دینا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، اور مردوں کو زندہ کرنا۔ اللہ تبارک تعالٰی کی یہ ساری نعمتیں اس کے حکم سے میری باتوں پر پوری ہوتی ہیں۔ تو وہ ذات پاک جو اللہ کی مخلوق میں سب سے افضل واعلٰی اسنی واتقٰی اس کے محبوب اعظم خلیفہ

مطلق، نائب اکبر ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ وہ اگر اپنے چاہنے والے رب کی بخشی ہوئی طاقتوں اور قدرتوں سے اس کا رزق اس کی مخلوق میں تقسیم فرمائیں اور ان کے اسی اعطاء وانعام کو انکا کوئی غلام اور نام لیوا ذکر کردے تو آپ کو فوراً چیں بہ جبیں ہو کر اس پر اعتراض کر دینے کا کب مجاز ہے۔ اور حضور والا کی اس داد و دہش کے جواز میں کونسا مانع شرعیہ[1] ہے ؟؟ اب احادیث کریمہ بھی سن لیجئے،

۷ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لما خلق اللہ العرش کتب فیہ بقلم نور طول القلم ما بین المشرق والمغرب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بہ اخذ واعطی وامتہ افضل الامم وافضلھا ابوبکر ن الصدیق۔ "جب اللہ تعالٰی نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا لکھا اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں میں انھیں کے واسطے لوں گا، اور انھیں کے وسیلہ سے دوں گا، ان کی امت سب امتوں سے افضل ہے، اور ان کی امت میں سب سے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ" (الرافعی عن سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ) کہئیے اس حدیث شریف نے کیا بتایا؟ یہی نا کہ اللہ عزوجل کو بارگاہ کا تمام لینا دینا اخذ و عطا سب حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہاتھوں ان کے واسطے ان کے وسیلے سے ہے۔ آپ کے کان تو انھیں قاسم الارزاق کہنے پر ہی کھڑے ہو گئے اور اس پر اعتراض جما دیا۔ یہ حدیث شریف تو بتا رہی ہے کہ خدائی کارخانہ کا سارا لین دین انھیں کے ہاتھوں پر ہوتا ہے جب چاہیں اور جسے چاہیں بحکمہ تعالٰی دیں اور جس سے جب چاہیں

---

[1] شرعی ممانعت

اور جو چاہیں چھین لیں۔

۸ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ اللہ عزوجل نے حضرت شعیا علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی انی باعث نبیا امیا افتح بہ اذانا صما وقلوبا غلفا واعینا عمیا (الی ان قال) اھدی بہ من بعد الضلالۃ واعلم بہ بعد الجھالۃ وارفع بہ بعد الخمالۃ واسمی بہ بعد النکرۃ واکثر بہ بعد القلۃ واغنی بہ بعد العیلۃ واجمع بہ بعد الفرقۃ واولف بہ بین قلوب واھواء متشتتۃ وامم مختلفۃ "یعنی بے شک میں ایک نبی امی کو بھیجنے والا ہوں جس کے ذریعہ سے بہرے کان، اور غلاف چڑھے دل، اور اندھی آنکھیں، کھولدوں گا، اور اس کے سبب گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا، اس کے ذریعہ سے جہالت کے بعد علم دوں گا، اس کے وسیلے سے گمنامی کے بعد بلند نامی دوں گا، اس کے ذریعہ سے ناشناسی کے بعد شناخت دوں گا۔ اس کے واسطے سے کمی کے بعد کثرت دوں گا، اس کے سبب محتاجی کے بعد غنی کر دونگا"

اب کہیئے، بہرے کان، غلاف چڑھے ہوئے دل، اندھی آنکھیں کھولنا، گمراہی کے بعد ہدایت، جہالت کے بعد علم، گمنامی کے بعد بلند نامی، ناشناسی کے بعد شناخت، کمی کے بعد کثرت، محتاجی کے بعد غنا، پریشان دلوں مختلف خواہشوں، متفرق امتوں میں میل، یہ اتنی ساری نعمتیں رب عزوجل جل وعلا کس کے وسیلے کس کے ذریعہ کس کے مبارک ہاتھوں سے عطاء فرما رہا ہے۔ آپ تو صرف قاسم الارزاق کہنے ہی پر اعتراض جما بیٹھے۔

۹ اور فرماتے ہیں۔ بینا انا نائم اذ جیٔ بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی "میں سو رہا تھا (یعنی میری چشمان حق بین استراحت

میں تھیں) کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھدی گئیں" (البخاری ومسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہئے جب سارے خزائن زمین کی کنجیاں ان کے قبضہ میں ہیں اور بلاشبہ رزق کی کنجیاں بھی انھیں کنجیوں میں داخل۔ تو اب انھیں ان خزائن کی تقسیم سے کون روک سکتا ہے۔

۱۰ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق جاءنی بہ جبریل علیہ قطیفۃ من سندس یعنی "دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں لائی گئیں اس پر نازک ریشم کا زین پوش بالنقش ونگار پڑا تھا۔ انھیں میرے پاس جبریل لے کر آئے" (علیہ الصلاۃ والسلام) (رواہ ابو نعیم فی دلائل النبوۃ بسند صحیح عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

۱۱ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم اوتیت مفاتیح کل شئی الا الخمس "مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں سوا ان پانچ کے یعنی غیوب خمسہ" (احمد والطبرانی فی المسند والکبیر عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) علامہ حفنی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں ثم اعلم بھا بعد ذلک یعنی "پھر یہ پانچ بھی عطاء ہوئیں ان کا علم بھی دیدیا گیا" اسی طرح امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی خصائص کبریٰ میں نقل فرمایا۔

اب کہیئے! اوتیت مفاتیح کل شئی فرمانے والے کو کیا خزائن رزق کی کنجیاں نہ دی گئیں یقیناً اور قطعاً دی گئیں اور یقیناً اور قطعاً وہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کے حکم سے اس کا دیا ہوا رزق بھی تقسیم فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۲ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما ینقم ابن جمیل الا انہ کان

فقیر افاغناہ اللہ ورسولہ " ابن جمیل کو کیا بُرا لگا۔ یہی نا کہ وہ محتاج تھا اللہ ورسول نے اسے غنی کردیا" (رواہ البخاری عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ح۱۳ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا معشر الانصار الم اجد کم ضلالا فھداکم اللہ بی وکنتم متفرقین فالفکم اللہ بی وکنتم عالۃ فاغناکم اللہ بی یعنی اے گروہ انصار کیا میں نے نہ پایا تمہیں گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمہیں میرے ذریعہ سے ہدایت کی اور تمہارے آپس میں پھوٹ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے میرے وسیلہ سے تم میں موافقت کردی اور تم محتاج تھے اللہ عزوجل نے میرے واسطے سے تمہیں تونگری بخشی یعنی یہ ساری کی ساری ربانی نعمتیں میرے ہاتھوں سے تم کو ملیں۔ سبحان اللہ کتنا شیطان سوز اور ایمان افروز ارشاد ہے۔ کہئے کچھ سمجھ میں آیا؟!!

ح۱۴ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احب اھلی الیّ من قد انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ " مجھے اپنے گھر والوں میں سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جسے اللہ عزوجل نے نعمت دی اور میں نے نعمت دی" (الترمذی عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فاضل علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔ لم یکن احد من الصحابۃ الا وقد انعم اللہ علیہ وانعم علیہ رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا ان المراد المنصوص علیہ فی الکتاب وھو قولہ تعالیٰ واذ تقول لِلّذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ وھو زید لاخلاف فی ذالک ولا شک یعنی "سارے صحابہ ایسے ہی تھے جنہیں اللہ نے نعمت بخشی اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت بخشی مگر یہاں مراد وہ ہے جس کی تصریح قرآن عظیم میں ارشاد ہوئی ہے کہ جب فرماتا تھا تو اس سے جسے اللہ تعالیٰ نے نعمت دی اور اے نبی تو نے اسے نعمت دی اور وہ

زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اس میں کسی کا خلاف، نہ اصلاً شک"

ح۱۵ حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا جس مرض میں وصال اقدس ہوا ہے اس میں دوجہاں کی شہزادی میری جدۂ ماجدہ خاتون جنت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا اپنے دونوں شہزادوں کو لئے اپنے پدر کریم علیہ وعلیہم الصلاۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کی یارسول اللہ ھذان ابنای فورثھما شیئاً " یارسول اللہ! یہ میرے دونوں بیٹے ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) انہیں اپنی میراث کریم سے کچھ عطا فرمائیے" ارشاد ہوا۔ اما حسن فلہ ھیبتی وسوددی۔ واما حسین فلہ جراتی وجودی "حسن کے لئے میری ہیبت اور سرداری ہے اور حسین کے لئے میری جرأت اور میرا کرم" (الطبرانی فی الکبیر وابن عساکر عن البتول الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اب ذرا سنبھل کر بیٹھ جائیے تو وہ حدیث پاک سناؤں جسے سنکر گدایان بارگاہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ بارک وسلم کے قلوب باغ باغ، اور ان کے دشمنوں اور حاسدوں کے کلیجے داغ داغ ہوجائیں۔

ح۱۶ صحیح مسلم شریف وسنن ابی داؤد وسنن ابن ماجہ ومعجم کبیر طبرانی میں سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتیتہ بوضوءہ وحاجتہ فقال لی سل قال فقلت اسالک مرافقتک فی الجنۃ فقال اوغیر ذلک قلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود۔ یعنی " میں حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر رہتا۔ ایک شب حضور کے لئے آب وضو وغیرہ ضروریات حاضر لایا۔ (رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بحر رحمت جوش میں آیا۔) ارشاد فرمایا مانگ کیا مانگتا

ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ میں نے عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا۔ کچھ اور۔ میں نے عرض کی میری مراد تو صرف یہی ہے سیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔"

الحمدللہ یہ جلیل و نفیس حدیث آپ کے قاسم الارزاق پر اعتراض کو اپنے ہر ہر جملہ سے یکسر کافور کر دینے والی ہے۔ حضور والا کا مطلقاً بلا قید و تخصیص ارشاد فرمانا سَلْ مانگ کیا مانگتا ہے آپ کے اعتراض کا کیسا زبردست رد ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجتیں روا فرما سکتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی ساری مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں۔ جب تو بلا تقید ارشاد ہوا۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔ یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔ ؎

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری[1]
بدرگاہش بیاؤ ہر چہ می خواہی تمنا کن

مخواں اور اخدا از بہر حفظ پاس شرع و دیں
وگر ہر وصف کش می خواہی در مدحش املا کن

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں

یوخذ من اطلاقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الامر بالسوال ان اللہ تعالیٰ مکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق۔ یعنی "حضور اقدس

[1] ترجمہ: اگر دنیا و آخرت میں بھلائی کی آرزو ہے، تو اُن کے دربار میں حاضر ہو پھر جو تمنا چاہے، کر۔ ہاں شریعت مطہرہ کا خیال رکھتے ہوئے، ان کو خدا مت کہنا، وگرنہ جو وصف ان کی تعریف میں لکھنا چاہے تو لکھ دے۔ (مرتب)

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ بارک وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو کچھ چاہیں عطا فرما دیں۔"

شیخ شیوخ علماءِ ہند، عارف باللہ، عاشقِ رسول اللہ، برکۃ المصطفیٰ فی ھٰذہ الدیار مجدد مایۃ حادی عشر، شیخ محقق مولٰنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ القوی، شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں "از اطلاق سوال کہ فرمود "سل" بخواہ تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم می شود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر چہ خواہد و ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود دہد[1]۔ کہیئے خانصاحب!! کچھ پتہ چلا کہ حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم صرف رزق ہی نہیں اس سے بھی بڑھ کر کیا کیا نعمتیں تقسیم فرماتے ہیں۔

ح ۷۱ اور سنئے! فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من استعملناہ علی عمل فرزقناہ رزقا الحدیث "جسے ہم نے کسی کام پر مقرر کیا پس ہم نے اسے رزق دیا" (ابوداؤد الحاکم بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ح ۷۲ اور سنئے طبرانی معجم اوسط، اور خرائطی، مکارم الاخلاق، میں امیرالمومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص کچھ سوال کرتا اگر حضور کو منظور ہوتا "نعم"، فرماتے

[1] ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلقاً "سَلْ (مانگ، فرمانا، اور کسی خاص چیز کو مخصوص نہ فرمانا، بتاتا ہے کہ تمام امور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبضہ میں ہیں، اور جس کو جو چیز چاہیں، اپنے پروردگار کے حکم سے عطاء فرماتے ہیں۔ (مرتب)

یعنی "اچھا" اور منظور نہ ہوتا تو خاموش رہتے کسی چیز کو "لا" یعنی "ناں"
نہ فرماتے۔ ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا حضور خاموش رہے
پھر سوال کیا۔ سکوت فرمایا۔ پھر سوال کیا اس پر حضور اقدس صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم نے زجر کے انداز سے فرمایا۔ سَل ما شئت یا اعرابی
"اے اعرابی جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ" شیر خدا فرماتے ہیں رضی اللہ
تعالٰی عنہ فغبطناہ فقلنا الآن لیسأل الجنۃ۔ یعنی "یہ حال دیکھ کر کہ حضور
نے فرما دیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے۔ ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا۔
ہم نے اپنے جی میں کہا کہ اب یہ حضور سے جنت مانگے گا" اعرابی نے کہا تو کیا کہا
کہ میں حضور سے سواری کا ایک اونٹ مانگتا ہوں فرمایا "عطا ہوا" عرض کی
زاد راہ مانگتا ہوں فرمایا "عطا ہوا"۔ ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا
سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کتنا فرق ہے اس اعرابی کی
مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں۔ پھر حضور نے اس کا
ذکر ارشاد فرمایا کہ جب حضرت سیدنا موسیٰ کلیم علیہ الصلاۃ والسلام کو دریا اترنے
کا حکم ہوا کنارِ دریا تک پہنچے۔ سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے
پھیر دئے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے۔ عرض کی الٰہی یہ کیا حال ہے۔ ارشاد ہوا
تم قبر یوسف کے پاس ہو (علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام) ان کا جسم مبارک
اپنے ساتھ لے لو۔ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اس وقت قبر مبارک
کا پتا معلوم نہ تھا۔ فرمایا۔ اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید بنی اسرائیل کی پیرزن
کو معلوم ہو اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام
قبر شریف معلوم ہے۔ کہا ہاں۔ فرمایا تو مجھے بتا دے عرض کی کا واللہ حتی
تعطینی ما اسألک "خدا کی قسم نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے

مانگوں آپ مجھے عطا فرما دیں" فرمایا ذالک لک "تیری عرض قبول ہے"
قالت فانی اسألک ان اکون معک فی درجۃ التی تکون فیہا فی الجنۃ
پیرزن نے عرض کی تو میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں میں آپ کے ساتھ
ہوں اسی درجہ میں جس میں آپ ہوں گے" قال سلی الجنۃ حضرت موسیٰ
علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا "جنت مانگ لے" یعنی تجھے یہی کافی ہے۔
اتنا بڑا سوال نہ کر قالت لا واللہ الا ان اکون معک" پیرزن نے کہا خدا
کی قسم میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں" فجعل موسیٰ یردھا
فاوحی اللہ ان اعطہا ذالک فانہ لن ینقصک شیئاً فاعطاھا یعنی
"حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اس سے یہی رد و بدل کرتے رہے اللہ
عزوجل نے وحی بھیجی موسیٰ وہ جو مانگ رہی ہے تم اسے وہی عطا کردو کہ اسمیں
تمہارا کچھ نقصان نہیں" سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے جنت میں اپنی
رفاقت اسے عطا فرما دی اس نے سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام
کی قبر شریف بتادی، سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نعش مبارک کو ساتھ
لے کر دریا سے عبور فرما گئے۔

اب سنئے!! اس مبارک نفیس وجلیل حدیث شریف میں
آپ کے اس اعتراض پر کتنے زبردست رَدّ ہیں اوّلاً حضور اقدس صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم کا اعرابی سے ارشاد کہ "جو جی میں آئے مانگ لے"۔ حدیث
ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مذکورۂ بالا میں تو اطلاق ہی تھا جس سے علمائے کرام
نے عموم مستفاد کیا۔ یہاں صراحۃً خود ارشاد اقدس میں، عموم موجود کہ جو دل میں
آئے مانگ لے ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں۔ ثانیاً یہ ارشاد
سنکر حضور مولیٰ علی وغیرہ صحابۂ حاضرین رضی اللہ تعالٰی عنہم کا غبطہ[1] کہ کاش

[1] رشک

یہ انعام کا ارشاد ہمیں نصیب ہوتا۔ حضور تو اسے اختیار عطا فرما ہی چکے۔ اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔ معلوم ہوا کہ بحمد اللہ تعالیٰ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ، اللہ عزوجل کے تمام خزائنِ رحمت، دنیا و آخرت کی ہر نعمت، پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت جسے چاہیں بخش دیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ثالثاً خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس وقت اس اعرابی کے قصور ہمت پر تعجب کہ ہم نے اختیار عام دیا اور ہم سے خطام دنیا مانگنے بیٹھا۔ پیرزنِ اسرائیلیہ کی طرح جنت، نہ صرف جنت، بلکہ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ مانگتا، تو ہم تو زبان دے ہی چکے تھے اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اسے عطا فرما دیتے۔ رابعاً حضرت سیدنا موسیٰ کلیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُن بڑی بی کو بحکم الٰہی جنت کا وہی درجہ عطا فرما دینا جس میں خود وہ جلیل القدر نبی و رسول تشریف رکھیں کیا اب بھی جناب کی سمجھ میں نہیں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم کو قاسم الارزاق (روزی کا بانٹنے والا) کہنا قطعاً اور یقیناً حق و صحیح ہے۔ جبکہ ان کے ایک اولوالعزم نائب، ان کی امتِ مرحومہ میں شامل کر دیئے جانے کے متمنی کا تو یہ مقام، کہ وہ بنی اسرائیل کی ایک بڑی بی کو جنت میں وہ درجہ علیاء عطا فرما دیں جو خود ان کا مقام پاک ہے تو کیا ان کے امام و خطیب ان کے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ و بارک وسلم کو (معاذ اللہ) اتنا مرتبہ بھی حاصل نہیں کہ وہ روزی بھی تقسیم کر سکیں۔

۱۹۔ اور سنئے فرماتے ہیں انا ابوالقاسم اللہ یعطی وانا اقسم" میں ابوالقاسم ہوں اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں (رواہ الحاکم فی المستدرک وصححہ واقرہ الناقدون)

یہاں بھی مطلقاً فرما رہے ہیں کہ اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں کیا روزی و رزق خدا نہیں دیتا! دیتا ہے اور قطعاً و یقیناً دیتا ہے تو حضور اسے بھی قطعاً و یقیناً تقسیم فرماتے ہیں۔

۲۰۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں اس طرح ہے انما انا قاسم واللہ یعطی "میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا فرماتا ہے"

خانصاحب!! کبھی علامہ بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب قصیدہ بردہ شریف کا بھی نام نامی اسم گرامی سنا ہے؟ وہ اپنے ایک دوسرے قصیدہ ہمزیہ میں، نعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھتے ہوئے اس بارگاہ رفیع میں یوں عرض کرتے ہیں۔

۲۱۔ یا ابا القاسم الذی فمن لی
اقسامی علیہ مدح لہ وثناء

اس قصیدہ مبارکہ کی شرح مسمی بہ لوامع انوار الکوکب الدری فی شرح ہمزیۃ الامام البوصیری" کے ص۲۲۶ پر شارح سیدی محمد بن احمد منیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس شعر مذکورۂ بالا کے تحت لکھتے ہیں اُسے ذرا غور سے پڑھئے فرماتے ہیں ووجہ اختصاص ہذہ الکنیۃ بہ علیہ الصلاۃ والسلام انہ ہو الخلیفۃ الاعظم عن اللہ تعالیٰ فی کل الامور لا سیما مقام قسمۃ الارزاق والعلوم والمعارف والطاعات ومن ثم قال فی الحدیث الصحیح انما انا قاسم واللہ تعالیٰ یعطی ولہذا عدوا من خصائصہ انہ اُعطی مفاتیح الخزائن قال بعضہم وہی خزائن اجناس العالم لیخرج لہم بقدر ما یطلبون فکل ما ظہر فی ہذا العالم فانما یعطیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الذی بیدہ المفاتیح وکما اختص اللہ تعالیٰ بمفاتیح الغیب

الکلی فلا یعلمہما الا ھو کذلک اختص النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باعطاء مفاتیح الخزائن الالٰھیۃ فلا یخرج شئی منھا الا علی یدیہ الخ۔

یعنی "حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ابوالقاسم کی کنیت کے ساتھ خاص ہو جانا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے خلیفۂ اعظم ہیں سارے کاموں میں خصوصاً روزی، اور رزق علوم و معارف و طاعات، کے تقسیم فرمانے کے مقام میں اور اسی لئے صحیح حدیث شریف میں ارشاد ہوا (جیسا کہ ابھی اوپر میں نے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں بانٹتا ہوں) اور اسی لئے علماء نے حضور والا کے خصائص میں اس مرتبہ کو بھی شمار کیا ہے کہ انہیں زمین کے خزانے کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں، بعض علماء نے فرمایا کہ وہ خزانے اجناس عالم کے ہیں، تاکہ حضور والا' مانگنے والوں کی مرادیں پوری فرمادیں۔ پس ہر وہ نعمت اور رتبہ جو اس عالم میں ظاہر ہوا اُسے حضور والا ہی عطا فرماتے ہیں، جن کے ہاتھوں میں کنجیاں ہیں اور جیسا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے ساتھ علوم غیبیہ ذاتیہ حقیقیہ کلیہ خاص ہیں کہ انہیں بالذات وہی جانتا ہے اسی طرح حضور اپنی اس صفت اور مرتبہ میں خاص ہیں کہ خزائن الٰہیہ کی کنجیاں ان کو عطا فرمادی گئی ہیں پس کوئی چیز نہیں ملتی مگر ان کے ہاتھوں سے" کہئے!! اب بھی آپ کو حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قاسم الارزاق ہونے میں کوئی شبہ باقی ہے۔

۲۲: اور سنئے امام اجل احمد ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ کتاب مستطاب جوہر منظم میں فرماتے ہیں۔ ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الاعظم الذی جعل خزائن کرمہ وموائد نعمہ طوع یدیہ وارادتہ یعطی من یشاء، یعنی "نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے وہ خلیفہ اعظم ہیں کہ حق جل وعلا نے اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان سب ان کے ہاتھوں کے مطیع ان کے ارادے کے زیر فرمان کردئیے، جسے چاہتے

ہیں عطا فرماتے ہیں" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۲۳:۔ اور سنئے!! امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں، ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانۃ السر وموضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الا منہ ولا ینقل خیرا لاعنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "وہ خزانۂ راز الٰہی و جائے نفاذ امر ہیں۔ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۴:۔ اور سنئے! وہی امام صالح ابوعبداللہ محمد بن سعید بن حسن بوصیری رحمۃ اللہ علیہ جن کا ذکر اوپر گزرا اپنے مشہور و معروف قصیدہ "بردہ شریف" میں جو مقبول بارگاہ جناب رسول ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لکھتے ہیں ؎

ولا التمست غنی الدارین من یدہ

الا استلمت الندی من خیر مستلم

یعنی "میں نے دونوں جہان کی غنا اور تونگری حضور سے مانگی تو وہ میری مانگ سے زیادہ اور بہتر طور پر مجھے عطا فرمائی گئی"۔

خانصاحب یہ ہیں چوبیس[24] دلائل قاہرہ جن سے بفضلہ تعالیٰ و بفضل رسولہ جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ و بارک وسلم آفتاب نیم روز[1] و ماہتاب نیم ماہ[2] سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہوگیا کہ صرف روزی اور رزق ہی نہیں، بلکہ ساری نعمتیں، ساری رحمتیں، جملہ برکتیں سب کی سب جس کو ملیں حضور کے ہاتھوں سے ملیں، ملیں گی تو انہیں کے ہاتھوں سے، مل رہی ہیں تو انہیں کے ہاتھوں سے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

---

۱ دوپہر کا سورج   ۲ چودھویں کا چاند

امید ہے کہ حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قاسم الارزاق کہنے پر آپ کو جو شک و شبہ، نہ صرف شک و شبہ بلکہ اعتراض تھا وہ اب انکے مطالعہ سے بالکل کافور ہو جائے گا اور اب آپ کو مزید کسی دلیل کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔

نماز غوثیہ

جواب سوال ۳:۔ فی الواقع یہ مبارک نماز حضرات عالیہ مشائخ کرام قدست اسرارہم العزیز کی معمول، اور قضائے حاجات وحصول مرادات کیلئے عمدہ طریق، مرضی ومقبول اور حضور پُر نور غوث الکونین، غیاث الثقلین، صلوٰت اللہ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ سے مروی ومنقول، اجلۂ علماء واکابر کملا، اپنی تصانیف علیّہ میں اُسے روایت کرتے اور مقبول ومقرر ومسلم ومعتبر رکھتے آئے۔ ۱ امام اجل ہمام اجمل سیدی ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی شطنوفی قدس اللہ سرہ العزیز بسند خود اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں اور شیخ شیوخ علمائے ہند شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی نوراللہ مرقدہٗ زبدۃ الآثار لطیف میں اور دیگر علمائے کرام وکملائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ اپنی اپنی اسفار منیف میں اس جناب، مالک رکاب، علیہ رضوان العزیز الوہاب، سے راوی وناقل کہ ارشاد فرمایا۔

من صلی رکعتین (زید فی روایۃ) بعد المغرب (وزادا) یقرء فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدیٰ عشرۃ مرۃ (ثم اتفقوا فی المعنی واللفظ للامام ابی الحسن) قال ثم یصلی علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیہ

ثم یخطو الی جہۃ العراق احدیٰ عشرۃ خطوۃ ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانہا تقضی (زادالشیخ) بفضل اللہ وکرمہ (وقال آخر) قضی اللہ تعالیٰ حاجتہٗ۔

یعنی جو بعد مغرب دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں ابعد فاتحہ سورۂ اخلاص یازدہ بار پھر بعد سلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرے پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام یاد اور اپنی حاجت ذکر کرے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اُسکی مراد پوری ہو —

اسی طرح ۲ امام جلیل علامہ نبیل عبداللہ یافعی مکی طیب اللہ ثراہ صاحب خلاصۃ المفاخر فی اختصار مناقب الشیخ عبدالقادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے روایت کی یونہیں ۳ فاضل کامل مولٰنا علی قاری ہروی، نزیل مکہ معظمہ، صاحب شروح فقہ اکبر ومشکوٰۃ اکرم اللہ نزلہ نے نزہۃ الخاطر میں ذکر فرمایا۔ ۵ زبدۃ الآثار شریف میں اپنے شیخ واستاذ احسن اللہ مثواہ کا اس نماز کی اجازت دینا اور اپنا اجازت لینا بیان کیا۔ اور ۴ حضرت شیخ محقق تغمدہ اللہ برحمتہ سے اس نماز مبارک میں خاص ایک رسالہ نفیس عجالہ ہے اس سے ثابت کہ حضرت شیخ تورّع سراپا عامل شریعت، کامل طریقت، ۶ سیدی عبدالوہاب متکی مکی برداللہ مضجعہ نے اس کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف کو معتمدا ور اس مبارک روایت کو مقرر ومسلم فرمایا۔ اور ۸ مولٰنا شیخ وجیہ الدین علوی احمدآبادی علیہ رحمۃ الرؤف الہادی کہ سال وفات امام اجل علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ میں متولد ہوئے حضرت ۹ شیخ غوث گوالیاری علیہ رحمۃ الملک الباری کے مرید سعید،

اور حضرت شیخ محقق دہلوی کے استاذ مجید اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی
کے شیخ سلسلہ اور صاحب مقامات رفیعہ و تصانیف کثیرہ بدیعہ ہیں بیضاوی
و ہدایہ و تلویح و شرح وقایہ و مطول و مختصر شروح عقائد و مواقف وغیرہا پر
حواشی مفیدہ رکھتے ہیں۔ نہایت شدومد سے اس نماز مبارک کی اجازت
دیتے اور اس پر بتاکید تحریص و ترغیب فرماتے۔ یونہیں شیخ محقق نے
اخبار الاخیار شریف اور مولٰنا ابو المعالی محمد مسلمی عاملہ اللہ بلطفہ نے تحفۃ الاخیار
شریف میں اور حضرت جدّ اعلیٰ سیدنا و مولٰنا اسد الواصلین، جبل العلم والیقین،
حضرت سید شاہ حمزہ عینی قادری برکاتی فاطمی حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاشف
الاستار شریف میں اسے نقل اور ارشاد فرمایا۔ اور امام یافعی بل اللہ تربتہ
تصریح فرماتے ہیں کہ "حضور پرنور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب
کرام عطر اللہ ضرائحہم القادسہ اس نماز مبارک کو عمل میں لاتے" اور زبدۃ الآثار
میں اولیائے طریقۂ علیۂ عالیہ قادریہ رد حت ارواحھم کے آداب میں فرمایا
وملازمة صلاة الاسرار التی بعدها التخطی احدی عشرة خطوة
یعنی "اس خاندان پاک کے آداب سے ہے صلاۃ الاسرار کی مداومت کرنی
جسکے بعد گیارہ قدم چلنا ہے"۔ بایں ہمہ اس مبارک نماز کا اعمال مشائخ
کرام سے نہونے کا قول کرنا، چمکتے ہوئے سورج کا انکار کرنا ہے اور جب
یہ نماز مبارک خود حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد مبارک سے
ثابت ہے (جیسا کہ اوپر گذرا) تو اب جو اس کا انکار کرتا ہے اسے میں حضور
غوث پاک کا ارشاد پاک سناتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔ تکذیبکم لی سم قاتل
لادیانکم وسبب لذھاب اخراکم۔ یعنی "تمہارا میری بات کو جھٹلانا تمہارے
دین کے حق میں زہر ہلاہل ہے جو اسی ساعت ہلاک کردے اور اسمیں آخرت

کی بربادی ہے" (والعیاذ باللہ تعالیٰ) بفضلہ تعالیٰ اس نماز مبارک کے
متعلق میں نے جو کچھ اپنی تقریر میں کہا تھا وہ خود حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ
عنہ اور دوسرے اتنے علمائے کرام و ائمہ عظام و مشائخ اعلام حاملان شریعت
و کاملان طریقت کے ارشادات عالیہ سے ثابت ہوگیا۔ کیا اب بھی آپ کو اسکی
صحت میں کچھ شک و شبہ اور اعتراض باقی ہے؟

یا غوث المدد کہنا

جواب سوال ۴۔ اس کا مفصل جواب، جواب سوال اوّل سے ظاہر و
باہر، اتنا اور سن لیجئے، علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب درمختار فتاوی خیریہ
میں فرماتے ہیں۔ قولهم یا شیخ عبد القادر نداء فما الموجب لحرمته۔
یعنی لوگوں کا کہنا کہ یا شیخ عبد القادر یہ ایک ندا ہے پھر اسکی حرمت کا سبب
کیا ہے؟

بے شک حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھتے بیٹھتے
پکارنا ان سے مدد مانگنا جائز و مستحسن ہے اور وہ یقیناً اپنے نام لیواؤں کی،
اپنے کرم سے بحکمہ تعالیٰ مدد فرماتے، ان کی فریاد کو پہنچتے، انسے مصائب
و آلام دور فرماکر، راحت و آرام، دیتے ہیں سنئے کتاب مستطاب کامل النصاب
بہجۃ الاسرار شریف جسکا علو شان اور رفعت مکان اوپر تفصیل سے
گذر چکا اس میں زبردست اور مضبوط اسانید کے ساتھ یہ واقعہ مندرج
کہ خبر دی ہم کو ابو العفاف موسیٰ بن شیخ عارف ابو المعالی عثمان بن موسیٰ
بقاعی نے قاہرہ میں ۶۲۳ھ میں کہا خبر دی ہم کو میرے باپ نے دمشق میں

۶۱۴ھ میں، کہا خبر دی ہم کو دو شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی اور شیخ ابو محمد
عبدالحق حریمی نے بغداد میں ۵۷۹ھ میں" ان دونوں نے کہا کہ "ہم اپنے
شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے مدرسہ میں اتوار
کے دن ۳ صفر ۵۵۵ھ میں تھے آپ (یعنی حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
کھڑے ہوئے اور کھڑاویں پہنے ہوئے وضو کرنے لگے اور دو رکعت نماز
پڑھی جب دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا تو آپ بہت چلائے اور ایک
کھڑاؤں پکڑ کر ہوا میں پھینکی تو وہ بھی ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئی، پھر
دوبارہ چلائے اور دوسری کھڑاؤں پھینکی، تو وہ بھی ہماری نگاہوں سے
غائب ہو گئی پھر آپ بیٹھ گئے اور کسی میں یہ جرأت نہ ہوئی کہ آپ سے کچھ
پوچھے پھر تیئیس دن بعد بلاد عجم سے ایک قافلہ آیا اس نے کہا ہمارے
پاس شیخ کی نذر ہے ہم نے آپ سے اذن طلب کیا آپ نے فرمایا کہ
ان سے لے لو تب انہوں نے ہم کو دریائی اور ریشمی کپڑے اور سونا اور
شیخ کی وہ کھڑاویں جو آپ نے اس دن پھینکی تھیں، دیں ہم نے ان سے
پوچھا کہ تم نے یہ کھڑاویں کہاں سے لیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اتوار کے دن
۳ صفر کو سفر کر رہے تھے کہ اتفاقاً ہمارے سامنے عرب کا قافلہ نکلا۔
ان کے دو سردار تھے، انہوں نے ہمارا مال لوٹنا شروع کیا اور بعض کو
قتل کیا۔ پھر وہ جنگل میں اتر کر مال تقسیم کرنے لگے۔ ہم جنگل کے ایک
کنارے اترے اور ہم نے کہا کاش ہم شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو اس وقت یاد کرتے اور ہم نے ان کے لئے کچھ مال نذر مانا کہ اگر ہم
بچے رہے تو دیں گے، پھر ہم آپ کو یاد ہی کرنے لگے تھے کہ ہم نے دو ایسی
بلند آوازیں سنیں جس سے تمام جنگل بھر گیا ہم نے ان رہزنوں کو دیکھا کہ

وہ خوفزدہ ہیں۔ ہم نے گمان کیا کہ ان پر اور عرب آ گئے ہوں گے پھر ان میں سے
بعض ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آؤ اپنا مال لے لو اور دیکھو کہ ہم پر
کیا آفت آئی ہے پھر وہ ہم کو اپنے سرداروں کے پاس لائے تو ہم نے ان
سرداروں کو مردہ پایا اور ہر ایک کے پاس ایک ایک کھڑاؤں پڑی ہے جو کہ
پانی سے تر ہے۔ تب انہوں نے ہمارا تمام مال لوٹا دیا۔ اور کہنے لگے کہ یہ کوئی بڑا
واقعہ ہے"؟ کہئے خانصاحب!! ان قادریوں کے اپنے شیخ کے یاد کرنے پر
اُن کے شیخ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی اپنے کاشانۂ
اقدس پر بیٹھے بیٹھے کیسی مدد فرمائی اور سنئے گا۔ ۱۲ امام عارف باللہ سیدی
عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب لواقح الانوار فی طبقات
الاخیار میں فرماتے ہیں، سیدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرۂ خلوت
میں وضو فرما رہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہو گئی حالانکہ حجرہ
میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی۔ دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا
فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے جب تک وہ پہلی واپس آئے ایک مدت
کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا، اور عرض کی
کہ اللہ تبارک تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دے، جب چور سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا
میں نے اپنے دل میں کہا "یا سیدی محمد یا حنفی"، اسی وقت یہ کھڑاؤں
غیب سے اس کے سینہ پر لگی کہ غش کھا کر الٹا ہو گیا اور مجھے بہ برکت حضرت
اللہ عزوجل نے نجات بخشی۔ اور سنئے اسی کتاب مستطاب میں ہے۔ ۱۳ ایک
بار حضرت سیدی مدین بن احمد الشمونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو فرماتے میں ایک
کھڑاؤں بلادِ مشرق کی طرف پھینکی، سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے
اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدوضع

نے‘ ان کی صاحبزادی پر دست درازی چاہی‘ لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیرومرشد حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا یوں ندا کی ”یا شیخ ابی لاحظنی“ ”اے میرے باپ کے پیرومرشد مجھے بچائیے“ یہ ندا کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی لڑکی نے نجات پائی۔ وہ کھڑاؤں ان کی اولاد میں اب تک موجود ہے۔ اور سنئے اسی میں سیدی موسیٰ ابوعمران رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذکر میں لکھتے ہیں کان اذا نادا ہ اجابہ من مسیرۃ سنۃ واکثر‘ جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انہیں ندا کرتا جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے زائد۔

کہئیے خانصاحب!! اب پتہ چلا کہ حضرات اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین‘ خصوصاً حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو‘ مصیبت و آرام‘ اٹھتے بیٹھتے‘ پکارنا اُنکی یاد کرنا‘ بلاشبہ جائز و مستحسن باخیر و برکت ہے‘ اور ظاہر کہ ہر مستحسن و مستحب امر کو بجالانے سے اس پر ثواب مترتب ہوتا ہے۔

آپ نے اپنے سوال دوم و چہارم میں جو مجھ سے پوچھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ گمان کرنا کہ روزی تقسیم کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ رزق اپنے بندوں کو بانٹتا ہے اور تقسیم کرتا ہے نیز حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر وقت یاد کرنا‘ جسطرح سے اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کیا جاتا ہے یہ آپ کی کھلی ہوئی تلبیس[1] و تخدیع[2] ہے! کیا آپ شرعی طور پر ثابت کر سکتے ہیں کہ میں نے اپنی تقریر‘ یا خارج تقریر میں یہ کہا ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں

---

[1] مکر [2] دھوکہ

اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرح فاعل‘ مستقل بالذات‘ مُعطی حقیقی ہیں۔ بے شک میں نے جو کہا وہ یہی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ و بارک وسلم۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نائب اکبر خلیفہ اعظم اُس کی ذات و صفات کے مظہر اتم ہیں اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جد امجد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب و وارث ہیں تو کچھ ان دونوں مقدس بارگاہوں سے بندوں پر انعامات و احسانات ہوتے ہیں سب اللہ کے حکم اُس کی مرضی اُس کی عطا و بخشش سے۔ یہ خالق و مخلوق‘ عبد و معبود‘ کے درمیان وسیلہ و واسطہ بنا دئیے جاتے ہیں۔ بغیر اس کے حکم کے پتہ نہیں ہل سکتا۔

حضرات سلفِ صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی اسی عقیدہ کے حامل ہیں۔ سنئے۔ امام علامہ سیدی تقی الملۃ والدین علی بن عبدالکافی سبکی قدس سرہٗ الملکی جن کی امامت و جلالت محل خلاف و شبہ نہیں اکثر علماء اُن جناب کے درجہ اجتہاد تک فائز ہونے کے قائل۔ کتاب مستطاب ”شفاء السقام الشریف“ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ لیس المراد نسبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الخلق والاستقلال بالافعال ھٰذا لایقصدہٗ مسلم فصرف الکلام الیہ ومنعہ من باب التلبیس فی الدین والتشویش فی عوام الموحدین۔ یعنی ”نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد (وغیرہ) مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق و فاعل مستقل ہیں۔ یہ تو کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا۔ تو اس معنی پر کلام کو ڈھالنا (جیسا کہ آپ نے میرے کلام کو انھیں معنیٰ پر خواہ مخواہ ڈھالا) اور حضور سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے“

خانصاحب!! ایک دفع بلا و امداد و عطا ہی پر کیا موقوف۔

مخلوق کی طرف اصل وجود ہی کی نسبت، اسناد بمعنی حقیقی ذاتی نہیں، پھر کیا آپ عالم اور عالمیات کو موجود کہتے اور مانتے ہیں یا نہیں؟ یا سوفسطائیہ کی طرح عقیدہ حقائق الاشیاء ثابتۃ[1] سے منکر ہیں اور جب کچھ نہیں تو پھر اس کے کیا معنی کہ جو محاورے صبح و شام خود بولتے ہیں اگر وہی میں نے بھی استعمال کئے (دراں حالیکہ اُن میں کوئی سقم شرعی بھی نہ تھا) تو فوراً میرے اوپر اعتراض جما دیا۔

خانصاحب!! حضرات انبیائے کرام علی سیدہم تم علیہم الصلاۃ والسلام' اور حضرت اولیائے عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے' جو لوگ استعانت کرتے' مصائب و آلام رنج و حزن کے وقت انھیں یاد کرتے ہیں اُن سے پوچھ دیکھئے کہ تم ان حضرات کو (عیاذاً باللہ) خدا یا خدا کا ہمسر، یا قادر بالذات، یا مُعین مستقل' جانتے ہو یا اللہ عزوجل کے مقبول بندے' اس کی سرکار میں عزت و جاہت والے' اس کے حکم سے اسکی نعمتیں بانٹنے والے مانتے ہو تو آپ کو وہی امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد جو ابھی اوپر گزرا جواب میں سنا دیا جائے گا۔ جس کی تائید مزید میں اتنا اور سن لیجئے۔

فقیہ محدث، علامہ محقق، عارف باللہ' امام ابن حجر مکی قدس سرہٗ الملکی اپنی کتاب "جوہر منظم" میں حدیثوں سے استعانت کا ثبوت دیکر فرماتے ہیں' فالتوجہ والاستغاثۃ بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولغیرہ لیس لہما معنی فی قلوب المسلمین غیر ـــــ ذالک ولا یقصد بہما احد منہم سواہ فمن لم ینشرح صدرہ لذلک فلیبک علی

---

[1] تمام چیزوں کی حقیقتیں ثابت ہیں۔ (مرتب)

نفسہ نسأل اللہ العافیۃ' والمستغاث بہ فی الحقیقۃ ھو اللہ والنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واسطۃ بینہ وبین المستغیث فھو سبحانہ مستغاث بہ والغوث منہ خلقا وایجادا والنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مستغاث بہ والغوث منہ سببا وکسبا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا حضور کے سوا انبیاء و اولیا علیہم الصلاۃ والثناء کیطرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں جو اوپر گذرے' اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے۔ نہ قصد کرتا ہے تو جس کا سینہ اسے نہ قبول کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے' ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں حقیقتاً فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے' اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ و واسطہ ہیں' تو اللہ عزوجل کے حضور فریاد ہے۔ اس کی فریادرسی یوں ہے کہ مراد کو خلق و ایجاد کرے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے۔ اور حضور کی فریادرسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں' اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں کہ جس کے باعث اس (فریادی) کی حاجت روا ہو۔

بحمدہٖ تعالیٰ جواب' سوال چہارم بھی ختم ہوا۔

ڈاڑھی کُترے کی امامت

جواب سوال ۵:۔ جو شخص ڈاڑھی کترداتا ہو اور اس لئے اسکی ڈاڑھی ایک مشت کم ہو تو ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی

واجب الاعادہ ہے۔[1]

خانصاحب!! یہ ہیں آپ کے سوالات مختصر و شافی جوابات جو بفضلہ تعالیٰ قرآن و حدیث، ارشادات ائمہ مجتہدین، و ائمہ محدثین، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و اجماع امت کی روشنی میں لکھے گئے ہیں۔ اور یقیناً یہ ساری چیزیں میرے نزدیک نہایت معتبر اور صحیح، یہ بھی آپ کا میرے اوپر الزام ہے کہ میں ان امور کو واجب سمجھتا اور جانتا ہوں کہ یہی آپ کے اس سوالیہ جملہ کا کہ "نیز شرعی حیثیت سے ان کلمات کی بھی تبلیغ واجب ہے" باشارۃ مفہوم ہے۔

آپ پوچھتے ہیں کہ ان تمام مذکورہ صورتوں کا کہنا و کرنا افضل ہے کہ نہیں اور ثواب کا مستحق ہے یا عتاب کا تو ان دونوں سوالوں کا جواب ثواب تو خود آپ پر بھی ان اوراق کا مطالعہ کرنے سے اچھی طرح واضح ہو جائے گا۔

یا للعجب یہ بیسویں صدی کی بوقلمونیاں نہیں تو اور کیا ہے کہ "محبوبان خدا (جل جلالہ و عم نوالہٗ) کا ذکر، جو اگر نظر ایمان و انصاف سے دیکھا جائے تو خود خدا ہی کا ذکر ہے" اس کے متعلق پوچھا جاتا ہے کہ کیا وہ افضل ہے یا نہیں اور اس کے فاعل و مرتکب پر ثواب مترتب ہوگا یا عتاب والعیاذ باللہ الملک الوھاب میرے یہ جوابات جیسا کہ اوپر گذرا بفضلہ عزوجل کتاب و سنت کے بھی خلاف نہیں، کتب ائمہ مجتہدین میں بھی آشکارا ہیں اور بحمدہ تبارک و تعالیٰ اقوالِ محدثین

---

[1] تفصیل کیلئے دیکھیں، لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحی مؤلفہ۔ امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ (مرتب)

و اجماع امت سے بھی، اب ان کو آپ تسلیم کریں فبہا ورنہ بفضلہ تعالیٰ یہاں آپ کی تسلیم اور عدم تسلیم کی حاجت کسے ہے۔

حقائق و واقعات بہرحال حقائق و واقعات ہیں وہ اپنی حقانیت و صداقت میں کسی کی تسلیم و رضا کے محتاج نہیں، کیا آپ نے نہ سنا کہ الحق یعلو ولا یُعلیٰ یعنی ؎ حق وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

فقیر مصطفیٰ حیدر سید حسن[1] میاں سنی حنفی قادری برکاتی مارہری عفا عنہ ربہ تبارک و تعالیٰ ذنبہ الجلی والخفی خطیب و پیش امام جامع مسجد اندھیری من مضافات بمبئی

۶ر شعبان ۱۳۷۲ھ

تمت بالخیر

---

[1] حال، سجادہ نشین، خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف۔ (ایٹہ) یو۔پی۔

مآخذ و مراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف
۱	کتاب اللہ	قرآن کریم، حضرت عزّوجل
۲	بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری
۳	مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری
۴	ترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
۵	نسائی	امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی
۶	ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ
۷	ابوداؤد	امام سلیمان بن الاشعث سجستانی
۸	تفسیر بیضاوی	علامہ قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی
۹	معجم کبیر	امام سلیمان بن احمد طبرانی
۱۰	ابن ابی شیبہ	امام ابن ابی شیبہ
۱۱	بزار	امام بزار
۱۲	مسند امام احمد	امام احمد بن حنبل شیبانی
۱۳	مستدرک	امام حاکم
۱۴	عمدۃ القاری شرح بخاری	علامہ بدرالدین محمود عینی
۱۵	حاشیہ جامع الصغیر	علامہ حفنی
۱۶	دلائل	امام ابونعیم

نمبر شمار	کتاب	مصنف
۱۷	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	علامہ مولانا علی قاری بن سلطان ہروی
۱۸	اشعۃ اللمعات	شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری
۱۹	ردالمحتار	علامہ شیخ محمد امین ابن عابدین شامی
۲۰	بحرالرائق	شیخ زین الدین ابن نجیم
۲۱	شرح مناوی	امام مناوی
۲۲	فتاویٰ رملی	امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری
۲۳	فتاوی مکّی	سیدی جمال الدین بن عبداللہ بن عمر مکّی
۲۴	فتاوی خیریہ	علامہ خیرالدین رملی
۲۵	کتاب البحر المورود	امام سیدی عبدالوہاب شعرانی
۲۶	نفحات الانس	مولانا علامہ عبدالرحمٰن جامی
۲۷	بستان المحدثین	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
۲۸	الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
۲۹	ہمعات	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
۳۰	ملفوظات مرزا	حضرت مرزا مظہر جان جاناں
۳۱	خصائص کبریٰ	علامہ جلال الدین سیوطی
۳۲	مکارم الاخلاق	علامہ خرائطی
۳۳	قصیدۂ ہمزیّہ	علامہ محمد سعید بن حسن بوصیری
۳۴	لوامع انوار الکوکب الدری شرح ہمزیّہ للامام البوصیری	علامہ سیدی محمد بن احمد بنیس

نمبر شمار	کتاب	مصنف
۳۵	جوہر منظم	امام احمد بن جعفر مکی
۳۶	مواہب لدنیہ	امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی
۳۷	قصیدہ بردہ شریف	امام عبداللہ محمد بن سعید بن حسن بوصیری
۳۸	بہجۃ الاسرار	سیدی ابوالحسن نورالدین علی جریر لخمی شطنوفی
۳۹	زبدۃ الآثار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۴۰	خلاصۃ المفاخر مناقب عبدالقادر	عبداللہ یافعی مکی
۴۱	نزہۃ الخاطر	مولانا علی قاری ہروی
۴۲	اخبار الاخیار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۴۳	تحفۃ الاخیار	شیخ ابوالمعالی محمد مسلمی
۴۴	کاشف الاستار	حضرت سید شاہ حمزہ قادری برکاتی مارہروی
۴۵	لوائح الانوار فی طبقات الاخیار	امام عبدالوہاب شعرانی
۴۶	شفاء السقام الشریف	علامہ تقی الدین علی سبکی

کیا یہ لوگ مسلمان ہیں...؟

میدان حشر میں سرکار دوعالم ﷺ کی شفاعت کے امیدوارو!

دل کی آنکھوں سے پڑھو، اور انصاف کرو کہ ------

آیا ان غلیظ و مکروہ عقائد کے حامل افراد مسلمان ہیں؟

حضور اکرم ﷺ کے علم کو پاگلوں' بچوں اور جانوروں کے علم جیسا کہا گیا ہے۔

اصل عبارت-----

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان مصنفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۸، کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند)

دیوبندیوں کا کلمہ بھی ملاحظہ فرمائیے' جس کے پڑھنے کو اشرف علی تھانوی نے عین اتباع سنت کہا۔

خلاصہ اصل عبارت-----

اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے اپنے پیر کو اپنے خواب اور بیداری کا واقعہ لکھا کہ وہ خواب میں کلمہ شریف میں حضور اکرم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کی جگہ اپنے پیر اشرف علی تھانوی کا نام لیتا ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ (معاذ اللہ) پڑھتا ہے اور اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی اپنے پیر سے معلوم کرتا ہے تو جواب میں اشرف علی تھانوی توبہ و استغفار کا حکم دینے کے بجائے کہتا ہے۔

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس طرف تم رجوع کرتے ہو' وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

(الامداد' مصنفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۳۵، از مطبع امداد المطابع تھانہ بھون' انڈیا)

حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین ماننے سے انکار کیا گیا۔

اصل عبارت-----

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(تحذیر الناس 'مصنفہ قاسم نانوتوی صفحہ ۳۴، دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ 'کراچی)

حضور اکرم ﷺ کے علم پاک سے شیطان و ملک الموت کے علم کو زیادہ بتایا گیا۔

اصل عبارت-----

شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ 'از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مصدقہ 'مولوی رشید احمد گنگوہی' صفحہ ۵۱ مطبع بلال ڈھور)

نماز میں حضور اکرم ﷺ کے خیال مبارکہ کے آنے کو جانوروں کے خیالات میں ڈوبنے سے بدتر کہا گیا ہے۔

اصل عبارت-----

زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔

(صراط مستقیم 'اسماعیل دہلوی صفحہ ۱۶۹، اسلامی اکادمی 'اردو بازار' لاہور)

حضور اکرم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق لکھا گیا وہ بے اختیار ہیں۔

اصل عبارت----

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔"

(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان 'مصنفہ اسماعیل دہلوی صفحہ ۴۳، میر محمد کتب خانہ 'مرکز علم و ادب آرام باغ 'کراچی)

یہ وہ عبارات ہیں' جن کی بنیاد پر دیوبند کے اکابر اشرف علی تھانوی' قاسم نانوتوی' رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کو عالم اسلام کے اکابر علماء نے کافر قرار دیا۔ ملاحظہ ہو حسام الحرمین از اعلی حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالی عنہ اور الصارم الہندیہ از علامہ حشمت علی خان رحمتہ اللہ علیہ۔

اصل اختلاف------

اہلسنّت و جماعت و فرقہ وہابیہ مجدیہ کا اصل اختلاف یہ نہیں ہے کہ اہلسنّت و جماعت کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے ہیں اور وہابیہ اس کے منکر ہیں۔ اہلسنّت و جماعت نذر و نیاز کے قائل ہیں اور وہابیہ مجدیہ اس کو نہیں مانتے' اہلسنّت و جماعت مزارات پر حاضری دینا اور ان بزرگان دین کے توسل سے دعائیں مانگنا باعث اجر و ثواب سمجھتے ہیں جب کہ وہابیہ' دیوبندیہ اس کار خیر سے محروم ہیں بلکہ اصل اختلاف جس نے امت کو دو دھڑوں میں بانٹ دیا' وہ اکابر دیوبند کی وہ کفریہ عبارات ہیں کہ جن میں کھلم کھلا نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

اختلاف کا حل-----

اگر آج بھی وہابیہ دیوبندیہ اپنے ان اکابر کی کفریہ عبارات سے توبہ کر کے ان تمام کفر آمیز و کفر خیز کتب سے بیزاری کا اظہار کر کے انہیں دریا برد کر دیں تو اہلسنت کا اعلان ہے کہ وہ ہمارے بھائی ہیں۔